REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۴۵ — شمارہ ۱۴

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

شرح چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک:
بذریعہ ہوائی ڈاک
۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک
دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

ایڈیٹر: منیر احمد خادم
نائبین: قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

۱۵ ذیقعدہ ۱۴۱۶ ہجری — ۴ شہادت ۱۳۷۵ ہش — ۴ اپریل ۱۹۹۶ء

اخبار احمدیہ

لندن ۴ اپریل (ایم-ٹی-اے) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

احباب کرام پیارے آقا کی صحت وتندرستی درازی عمر مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دعائیں کرتے رہیں اللہ تعالےٰ ہر آن حضور کا حامی وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے آمین۔

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام

تزکیہ نفس

"ایک استفسار کے جواب میں کہ آج کل کے پیر اور گدی نشین وظائف وغیرہ اور مختلف قسم کے اوراد بتاتے ہیں آپ کا کیا ارشاد ہے؟ فرمایا کہ مومن جو بات سچے یقین سے کہے وہ ضرور موثر ہوتی ہے[1] کیونکہ مومن کا مطہر قلب اسرار الٰہی کا خزینہ ہے جو کچھ اس پاک لوح انسانی پر منقش ہوتا ہے وہ آئینہ خدا نما ہے مگر انسان جب ضعف بشریت سے معمولی گناہ کر بیٹھتا ہے اور ہر ذرہ بھی اس کی پرواہ نہیں کرتا تو دل پر سیاہ رنگ بیٹھ جاتا ہے اور رفتہ رفتہ قلب انسانی کہ خشیت الٰہی سے گداز اور شفاف تھا سخت اور سیاہ ہو جاتا ہے[2] مگر جونہی انسان اپنی مرضی قلب کو معلوم کرکے اس کی اصلاح کے درپے ہوتا ہے اور شب وروز نماز میں دعائیں، استغفار وزاری وتضرع جاری رکھتا ہے اور اس کی دعائیں انتہا کو پہنچ جاتی ہیں تو تجلیات الٰہی اپنے فضل کے پانی سے اس ناپاکی کو دھو ڈالتی ہے اور انسان پھر طبیعت ثابت وقوم رہے ایک قلب لے کر نئی زندگی کا جامہ پہن لیتا ہے گویا کہ اس کا تولد ثانی ہوتا ہے۔

دو زبردست لشکر ہیں جن کے درمیان انسان چلتا ہے ایک لشکر رحمٰن کا دوسرا شیطان کا اگر یہ لشکر رحمٰن کی طرف جھک جاوے اور اس سے مدد طلب کرے تو اسے بحکم الٰہی مدد دی جاتی ہے اور اگر شیطان کی طرف رجوع کیا تو گناہوں اور مصیبتوں میں مبتلا ہو جاتا ہے[3] پس انسان کو چاہیئے کہ گناہ کی زہریلی ہوا سے بچنے کے لئے رحمٰن کی حفاظت میں ہو جاوے وہ چیز جو انسان اور رحمٰن میں دوری اور تفرقہ ڈالتی ہے وہ فقط گناہ ہی ہے جو اس سے بچ گیا اس نے خدا تعالیٰ کی گود میں پناہ لی دراصل گناہ سے بچنے کے لئے دو ہی طریق ہیں اوّل یہ کہ انسان خود کوشش کرے دوسرے اللہ تعالیٰ سے جو زبردست مالک وقادر ہے استقامت طلب کرے یہاں تک کہ اسے پاک زندگی میسر آوے اور یہی تزکیہ نفس کہلاتا ہے۔ (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۴۶،۴۷)

حاشیہ [1]:۔ البدر میں ہے: حضرت اقدس نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے من یتوکل علی اللہ فھو حسبہ اس کے یہ معنے ہیں کہ مومن جو بات یقین سے کہے وہ پوری ہو جاتی ہے لفظوں کی پابندی اس میں ضروری نہیں ہے ہاں انسان کو یہ آیت قد افلح من زکٰھا ضرور یاد رکھنی چاہیئے کہ گناہ سے بچا رہے" (البدر جلد ۲ نمبر ۲۰ صفحہ ۱۵۲)

[2]:۔ البدر سے "جب انسان گناہ کر لیتا ہے اور وہ اس کی کوئی پرواہ نہیں کرتا تو دل سخت ہو جاتا ہے اور جب دل سخت ہو جاوے تو پاک نہیں ہوتا جب تک کہ پھر نرم نہ ہو اور نرم نہیں ہوتا جب تک کہ نمازوں میں دعائیں نہ کرے انسان توبہ پر توبہ کرکے توڑ دیتا ہے اور اس پر کاربند نہیں ہو سکتا جب تک خدا تعالیٰ ساتھ نہ ہو اس پر قدرتی طور پر سوال ہوتا ہے کہ پھر گناہ کا علاج کیا ہے؟ جواب یہ ہے کہ سچی خشوع اور خضوع پیدا کرو اور ایسی دعاؤں کو انتہا تک پہنچاؤ انبیاء علیہم السلام بھی دعا ہی کیا کرتے تھے (البدر جلد ۲ نمبر ۲۰ صفحہ ۱۵۳)

[3]:۔ البدر میں ہے: "اگر یہ خدا تعالےٰ کے لشکر کی طرف جھک جاوے اور اس سے مدد طلب کرے تو اس گناہ سے بچایا جاتا ہے جو کہ شیطان کے لشکر کی وجہ سے اس سے سرزد ہونا ہوتا ہے اور اگر خدا تعالےٰ کے لشکر کی مدد حاصل نہیں کرتا تو شیطان کے لشکر میں پھنس جاتا ہے۔" (البدر حوالہ مندرجہ بالا)

خصوصی درخواست دعا

قادیان یکم اپریل۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ وناظر اعلیٰ قادیان مع اپنی اہلیہ محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ سفر سے واپس تشریف لے آئے۔ ہر دو کو سفر میں زکام بخار وغیرہ کی شکایت ہو گئی تھی۔ اب بھی بخار و کھانسی علاج جاری ہے پہلے سے قدرے افاقہ ہے۔ احباب کرام سے محترم صاحبزادہ صاحب و محترمہ سیدہ صاحبہ کی شفاء کاملہ عاجلہ نیز صحت وسلامتی والی عمر دراز کے لئے درخواست دعا ہے۔ (ادارہ)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے۔ پرنٹر وپبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر:۔ نگران بورڈ بدر قادیان

لا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ مُحمّدٌ رّسُول اللّٰہ
ہفت روزہ بدر قادیان
۴؍شہادت ۱۳۷۵ہش

ایڈز ۔ قدرت کا ایک بھیانک انتقام

(۴)

گذشتہ گفتگو تک ہم اس مرحلہ تک پہنچ چکے ہیں کہ دنیا میں شدید قسم کی بے حیائیوں کے نتیجہ میں ایڈز کی لا علاج بیماری پھیلی ہے اور یہ کہ اس کے متعلق سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی کے رنگ میں پہلے ہی بتا دیا تھا کہ ہم نے بتایا تھا کہ بے حیائیوں سے بچنے کی حقیقی اور معتدل راہ وہی ہے جو اسلام نے پیش فرمائی ہے۔ ورنہ اسلام سے قبل اگر بعض مذاہب شادی کی حوصلہ شکنی کرتے رہے ہیں تو اسی دور میں شادی کے بندھنوں سے آزاد ہو کر زناکاری کی زندگی کی حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے۔ اسلام ہی حقیقی امید کی راہ ہے جو ایک طرف شادی کے بغیر گزاری جانے والی زندگی کی حوصلہ شکنی کرتا ہے تو دوسری طرف وہ شادی کی ذمہ داریوں سے آزاد ہو کر جانوروں کی طرح بے دریغ زناکاری کرنے والوں پر بھی پابندی لگاتا ہے۔ اسلام ہی وہ مذہب ہے جو غیر فطری جنسی عمل کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے چنانچہ بے حیائیوں سے بچنے کے متعلق قرآن مجید کی تعلیم ہے کہ:

وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ (انعام: ۱۵۲)

یعنی بے حیائیوں کے بالکل قریب نہ جاؤ خواہ وہ ظاہری ہوں یا چھپی ہوں۔

پھر فرمایا: قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ

تو کہہ دے میرے رب نے بے حیائیوں کو خواہ وہ ظاہری ہوں یا چھپی ہوں حرام قرار دیا ہے۔ (اعراف: ۳۴)

زنا سے بچنے کے لئے قرآن مجید کا فرمان ہے:

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَىٰ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا ۝

(بنی اسرائیل: ۳۳)

یعنی۔ اور زنا کے قریب بھی نہ جاؤ وہ یقیناً ایک کھلی بے حیائی اور بہت برا راستہ ہے۔

یہ تو تھی زنا سے اور ظاہری و چھپی ہوئی بے حیائیوں سے بچنے کی تعلیم دوسری طرف اسلام نے ہر بالغ مرد و عورت کو شادی کی تعلیم دی ہے اور رہبانیت یا برہمچریہ رہنے کو ناجائز قرار دیا ہے۔

مسیحیوں کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَقَفَّيْنَا بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَآتَيْنَاهُ الْإِنْجِيلَ وَجَعَلْنَا فِي قُلُوبِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ رَأْفَةً وَرَحْمَةً وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ (الحدید: ۲۸)

اور ہم نے ان کے پیچھے عیسیٰ بن مریم کو بھیجا اور ہم نے اس کو انجیل دی اور جنہوں نے اس کی پیروی کی ہم نے ان کے دلوں میں نرمی اور جذبۂ رحمت کو پیدا کیا اور انہوں نے کنوارا رہنے کا طریق خود ہی اختیار کیا اور ہم نے یہ حکم ان پر فرض نہیں کیا تھا۔

پھر شادی کے متعلق فرمانِ الٰہی ہے۔

فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ (النساء: ۴)

عورتوں سے اپنی پسند کے مطابق شادی کرو۔

یہاں تک فرمایا کہ بیواؤں لونڈیوں اور غلاموں کی بھی شادی کروا دیا کرو فرمایا: وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ (النور: ۳۳) اور اپنے میں سے جو بیوائیں ہوں اسی طرح غلاموں اور لونڈیوں کی بھی شادیاں کروا دیا کرو۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے

إِنَّ الرَّهْبَانِيَّةَ لَمْ تُكْتَبْ عَلَيْنَا۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۶ صفحہ ۲۲۶)

کہ رہبانیت ہم پر فرض نہیں کی گئی۔

اسی طرح فرمایا:

"النِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِي فَمَنْ لَمْ يَعْمَلْ بِسُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي"

(بخاری کتاب النکاح باب ترغیب النکاح جلد نمبر ۲)

کہ نکاح میری سنت ہے جو شخص میری سنت پر عمل نہیں کرے گا وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔

پس ایک طرف اسلام اگر رہبانیت سے منع فرماتا ہے تو دوسری طرف زنا کو حرام قرار دے کر جائز رنگ میں شادی کی حوصلہ افزائی کرتا ہے شادی والی زندگی کے متعلق اسلام کا یہ نظریہ ہے کہ ایسی زندگی ایک قلعہ بند زندگی کی طرح ہو جاتی ہے انسان طرح طرح کی بے حیائیوں اور بیماریوں سے محفوظ ہو کر ایک پاکیزہ زندگی گزارنے کا اہل ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید میں شادی شدہ مرد کو "محصن" (النساء: ۲۵) اور شادی شدہ عورت کو "محصنۃ" (النساء: ۲۶) قرار دیا گیا ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ شادی شدہ مرد اور عورت ہر دو ایسی محفوظ و مامون زندگی گزارتے ہیں جیسے کوئی دشمن سے محفوظ رہنے کے لئے قلعہ میں اپنی زندگی گزارے

دراصل مرد و عورت کا آپس میں ایک دوسرے کی طرف جنسی رجحان قدرت کی طرف سے ہی انہیں عطا کردہ ایک فطری جذبہ ہے اور قدرت کی طرف سے ودیعت کردہ فطری جذبوں کو ہرگز کچلا نہیں جا سکتا البتہ انہیں اعتدال کے ساتھ جائز رنگ میں استعمال میں لانے کا ڈھنگ سکھانا بھی اسی ذات کا فرض تھا جس نے یہ جذبات انسان میں رکھا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ان تمام امور کو صاف اور واضح طور پر اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے اور اس کے مطابق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں عمل کر کے بھی دکھایا ہے

اسلام کے نزدیک شادی کے علاوہ اگر مرد و عورت خواہ مرضی سے یا بالجبر ایک دوسرے پر جنسی دست درازی کریں گے تو وہ زنا کہلائے گا۔ اسی طرح مرد یا عورت، مرد یا عورت سے ایسی قبیح حرکت مرتکب ہوں گے تو اسے سخت قسم کی بے حیائی کہا جائے گا۔ ہم جنس پرستی کی اسلام میں سخت ممانعت اور سزا کا حکم ہے فرمایا

وَاللَّذَانِ يَأْتِيَانِهَا مِنْكُمْ فَآذُوهُمَا (النساء: ۱۷) اور تم میں سے جو دو مرد بے حیائی کے قریب جائیں ان کو سخت سزا دو۔

اسی طرح فرمایا:۔

وَاللَّاتِي يَأْتِينَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِسَائِكُمْ ... الخ (النساء: ۱۶)

اور جو عورتیں ایسی بے حیائیوں کی مرتکب ہوں ان کے اس فعل پر چار گواہ طلب کرو اور اگر ان کے یہ برائی ثابت ہو جائے تو انہیں گھروں سے باہر بلا وجہ نکلنے سے روکو۔

قرآن مجید کی یہ خوبی ہے کہ اگر وہ کسی برائی سے روکتا ہے تو ان ذرائع کا بھی علم دیتا ہے جن کے ذریعہ ان برائیوں سے رکا جا سکتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید کے نزدیک زنا جیسی بدکاری سے رکنے کا ذریعہ یہ ہے کہ غیر مرد و عورت اپنی نظروں کو نیچا رکھیں آپس میں بلا وجہ ایک دوسرے سے خلا ملا نہ رکھیں اور عورتیں اپنی زینت کی جگہوں کو چھپا کر رکھیں چنانچہ فرمانِ الٰہی ہے۔

قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ (النور: ۳۱)

یعنی تو مومن بندوں سے کہہ دے کہ وہ (پرائی عورتوں سے ملاقات کے وقت) اپنی نظروں کو نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں ایسا کرنا ان کے لئے بہت پاکیزگی کا موجب ہوگا۔ جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ اس سے اچھی طرح آگاہ ہے۔

اسی طرح مسلمان عورتوں کو مخاطب کرتے فرمایا:

وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ (النور: ۳۲)

اور مومن عورتوں سے کہہ دے کہ وہ بھی اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کیا کریں سوائے اس کے جو آپ ہی آپ بے اختیار ظاہر ہوتی ہو اور اپنی اوڑھنیوں کو اپنے سینوں پر سے گزار کر اور ڈھانک کر پہنا کریں یہ ہے وہ تفصیلی تعلیم جو اسلام نے بے حیائی اور جنسی بے راہ روی کے خاتمہ کے لئے پیش فرمائی ہے (باقی صفحہ ۱۵ پر)

خطبہ جمعہ

جب تک نور الٰہی بصارت عطا نہ کرے اُس وقت تک انسان اپنے نقص بھی دیکھ نہیں سکتا اور جب تک وہ نقص دور نہ ہوں نور الٰہی عطا نہیں ہو سکتا

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ یکم دسمبر ۱۹۹۵ء مطابق یکم فتح ۱۳۷۴ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے درج ذیل آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ۭ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

(سورۃ التحریم: ۹)

پھر فرمایا:-

"نور ہی کے تعلق میں خطبات کا سلسلہ ابھی جاری ہے اور آئندہ بھی شاید چند خطبات اسی کے لئے وقف رہیں گے بہت ہی وسیع مضمون ہے اس لئے تھوڑے وقت میں اختصار بھی کیا جائے تب بھی وہ پوری طرح پیش نہیں کیا جا سکتا۔ اختصار اور پوری طرح سے مراد یہ ہے کہ ایسا اختصار جس سے سمجھ کچھ نہ آئے وہ کیا تو جا سکتا ہے مگر فائدہ کوئی نہیں۔ پوری طرح اختصار سے مراد یہ تھی کہ اس حد تک اختصار کہ جو کچھ کہنا ہے اس کی سمجھ تو آ جائے اس لئے کوشش میں کرتا ہوں کہ اختصار رہے مگر اس کے باوجود تفصیل کے ساتھ بعض باتیں سمجھانی پڑتی ہیں جن کی اس سے بھی زیادہ تفاصیل موجود ہیں۔ اس لئے نسبتاً اختصار ہے ورنہ تو بظاہر جہاں تک دکھائی دیتا ہے میں باتیں کھول کر ہی پیش کر رہا ہوں۔

یہ آیت کریمہ جس کی میں نے تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو "تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا" اللہ کے حضور توبہ کرتے ہوئے جھکتے ہوئے اس کی طرف توبہ کرتے ہوئے رجوع کرو "نصوحًا" ایسی توبہ جو "تَوْبَةً نَّصُوْحًا" ہو۔ نصوحًا سے مراد ہے خالص ایسی توبہ جو دل کو بھی خالص کرنے والی ہو، پاک اور صاف کرنے والی "عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ" توبہ تم کرو گے اور صفائی اللہ عطا فرمائے گا۔ توبہ کا جہاں تک تعلق ہے اس کا نصوحًا ہونا تمہارے دل کی پاکیزگی اور خالص عزم سے تعلق رکھتا ہے مگر توفیق انسان کو اپنی پاکیزگی کی نہیں مل سکتی۔ ارادہ نیک ہو، کوشش مخلصانہ ہو تو پھر فرمایا "عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ" ایسا ہو تو ہرگز بعید نہیں کہ تمہارا رب تمہاری کمزوریوں کو دور فرما دے، تمہاری برائیاں تم سے مٹا دے "وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ" پھر تمہیں ان جنتوں میں داخل فرمائے جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں۔ "يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ" جس دن اللہ تعالیٰ نبی کو رسوا نہیں کرے گا اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ہیں "نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ" ان کا نور ان کے سامنے بھی چل رہا ہوگا اور ان کے داہنے بھی چل رہا ہوگا "يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا" وہ یہ کہہ رہے ہوں گے کہ اے ہمارے رب ہمارے نور کو تمام کر دے مکمل کر دے "وَاغْفِرْ لَنَا" اور ہمیں بخش دے "اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ" یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے۔

یہاں پہلی بات تو یہ قابل توجہ ہے کہ مغفرت کی اور برائیوں کے دور کرنے کی شرط "تَوْبَةً نَّصُوْحًا" ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے متعلق جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ آپ کے اندر کوئی بھی کدورت نہ تھی تو مراد یہ ہے کہ کوئی بھی ایسا داغ نہیں تھا کوئی بھی ایسی میل نہیں تھی جو آپ کی روح کے خلوص پر ایک دھبہ بن سکتی ہو یا خدا سے تعلق کی راہ میں حائل ہو یا اس شیشے پر جو نور کے رستے میں ایک پردہ سا ڈال دے اور پوری طرح خدا کے نور کو آپ اخذ نہ کر سکتے ہوں۔ مومنوں کو تو سب کو یہ عظیم مقام حاصل نہیں ہے۔ مگر حکم یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ساتھ ہو۔ لازم کر دیا گیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی پیروی کرو اور اس جیسا بننے کی کوشش کرو۔ اس لئے "تَوْبَةً نَّصُوْحًا" سے مراد یہ ہے کہ تم بھی بے داغ ہونے کی کوشش کرو کیونکہ جو تمہاری آخری منزل ہے وہ اللہ کے نور کی منزل ہے اور نور کی منزل کے رستہ میں تمہاری کمزوریاں حائل ہونگی اس لئے سفر کا آغاز ایسی توبہ سے ہوگا جو خدا کے لئے خالص ہو اور تمہیں پاک اور صاف کرنے والی اور پوری طرح دھونے والی ہو لیکن اس کے باوجود خدا کے فضل کے سوا اور اس کی خاص قدرت کے سوا تمہاری برائیاں دور نہیں ہو سکتیں اور یہ اس لئے بھی اہم بات ہے کہ بسا اوقات انسان حصول نور سے پہلے اپنی برائیاں دیکھ نہیں سکتا اور یہ عجیب مشکل ہے کہ جب تک نور الٰہی بصارت عطا نہ کرے اس وقت تک انسان اپنے نقص بھی نہیں دیکھ سکتا اور جب تک وہ نقص دور نہ ہوں نور الٰہی عطا نہیں ہو سکتا۔ نور الٰہی کی منزل کی طرف بڑھتے ہوئے جو ترتیب فرمائی گئی کہ پہلا قدم "تَوْبَةً نَّصُوْحًا" سے اٹھاؤ گے تو اس منزل کی طرف آگے بڑھو گے اور آخر پر نور کے عطا کا ذکر فرمایا گیا۔ لیکن اس سے پہلے یہ وعدہ کر دیا کہ ہم جانتے ہیں کہ تمہارے اندر کمزوریاں ہیں اور ان کمزوریوں کے ہوتے ہوئے تمہیں خود اپنی شناخت بھی نہیں ہو سکتی۔ تمہاری اپنی ذات کی شناخت کے لئے بھی نور چاہئے اگر وہ نور حاصل نہ ہو تو کیسے انسان اپنی کمزوریوں کو دور فرما سکتا ہے۔ اس بظاہر عقدۂ لاینحل کا حل یہ فرمایا

کہ تم یہ کرو اور ہم یہ کریں گے تم نیت صاف کرلو اور پورے خلوص کے ساتھ جس میں کوئی دُنیا کا میل داخل نہ ہو نیتوں میں کوئی فتور نہ ہو یہ ارادہ کر لو کہ میں نے اپنے آپ کو ہر داغ سے پاک کرنا ہے۔ اللہ کیا فرمائے گا "عسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یُّکَفِّرَ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ پھر تم دیکھو گے کہ بعید کی بات نہیں "عسٰی" کے معنی قریب ہے یعنی تم جس چیز کو دُور سے دیکھ رہے ہو کہ تم ہر قسم کے گند سے پاک ہو جاؤ۔ اللہ کے نزدیک وہ اتنی آسان بات ہے کہ ہرگز بعید نہیں اس کے لئے کہ تم سے تمہاری برائیاں دُور فرما دے اور یہ وہ شرائط ہیں جن کے پورا ہونے کے بعد یدخلکم جنّٰت یہ حالت جب تک حاصل نہ ہو جائے یہ مقام جب تک حاصل نہ ہو جائے انسان ان جنتوں میں داخل ہونے کا اہل نہیں ہوتا جو جنتیں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی معیت سے تعلق رکھتی ہیں چونکہ یہاں مضمون ہر جنت کا نہیں بلکہ ایسی جنتیں ہیں جن کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی معیت یا ان کے ساتھ رہنے سے تعلق ہے۔

چنانچہ فرمایا کہ وہ ان جنتوں میں کب داخل ہوں گے۔ "یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰہُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ"۔ جس دن اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو رسوا نہیں کرے گا اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے یا اور اس پر ایمان لائے دونوں معنوں شامل ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اور مومنوں کے رسوا نہ ہونے کا مضمون یہاں بیان ہونا کوئی خاص معنی رکھتا ہے۔ مُراد یہ ہے کہ اگر کسی کے ساتھی گندے ہوں تو ساتھیوں کی وجہ سے بعض دفعہ کسی کو رسوائی ملتی ہے۔ بچے خراب ہوں تو طعنے پڑتے ہیں ماں باپ کو کہ دیکھو تمہاری اولاد کیسی نکلی بعض دفعہ ان کو نصیحت کرنے کی خاطر ان کو جھنجھوڑنے کی خاطر کہا جاتا ہے کہ دیکھتے نہیں تم کس ماں باپ کے بیٹے ہو۔ تو یہ مضمون ہے کہ محمد رسول اللہ کا ساتھ اس جنت میں رہنے کے لئے تمہیں اتنا بنایا جائے گا تب تم داخل کئے جاؤ گے اس کے بغیر تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے لئے ایک خفت کا مضمون پیدا ہو جائے گا کہ اپنی ذات میں ایسے کامل اور اتنے مؤثر اور ساتھ دیکھو کیسے لوگ پھر رہے ہیں۔ تو فرمایا اس دن وہ لوگ محمد رسول اللہ کے ساتھ پھریں گے جن کو یہ توبہ نصیب ہو گی جو اپنے آپ کو بے داغ کرنے کی کوشش کریں گے اللہ کا فضل ان کو بے داغ کر دے گا ان کی کمزوریاں ان سے دُور فرما دے گا پھر جنت میں داخل کرے گا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی معیت اسی شان سے عطا ہو گی کہ ان کا ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے لئے کسی شرم کا موجب نہ ہو گا۔ یہ وہ لوگ ہیں۔

"نُوْرُھُمْ یَسْعٰی بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَبِاَیْمَانِھِمْ" ان کا نور ہے جو ان کے سامنے آگے آگے دوڑے گا اور ان کے داہنے ہاتھ بھی چلے گا جہاں تک داہنے ہاتھ کا تعلق ہے یہ بھی ایک اہم مضمون ہے۔ دو جگہ قرآن کریم میں نور کے آگے چلنے اور داہنے ہاتھ چلنے کا ذکر ہے اور انسان تعجب میں مبتلا ہوتا ہے کہ بائیں ہاتھ کیوں نہیں دراصل جس طرف انسان چلتا ہے اسی طرف تو روشن ہونا چاہیئے کبھی آپ نے ٹارچ سے کوئی ایسا آدمی چلتا نہیں دیکھا ہو گا جو اپنے پیچھے ٹارچ مارتا ہو اور آگے چل رہا ہو یہاں ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ ان کا ہر قدم نیکی کی طرف اُٹھتا ہے اور داہنا ہاتھ نیکی کی علامت ہے تبھی مومنوں کو جو جنت کی خوشخبری ملے گی ان کو ان کی کتاب داہنے ہاتھ سے پکڑائی جائے گی یعنی نیکیوں کی کتاب ہو گی اور بایاں ہاتھ بدی کی علامت ہے اس لئے بدوں کو ان کی کتاب بائیں ہاتھ سے پکڑائی جائے گی پس جنت میں تو ہر قدم نیکی کی طرف اُٹھنے والا ہے اور آگے بڑھنے والا ہے۔

ان دو صورتوں کو نور کی دو طرفوں کے بیان سے ظاہر فرمایا گیا ہے۔ کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کا قدم اب نیکی کی بجائے کسی اور طرف نہیں اُٹھ سکتا اور ہمیشہ پیش رفت رہتی ہے ان کی، ہمیشہ آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں یہ قافلہ ہے اور یہ سفر ہو گا جنتوں کے اندر اب یہ جو تصور ہے کہ جنت میں ایک دفعہ پہنچ گئے تو پھر دن رات کھایا پیا اور آرام فرمایا۔ کاؤچوں (COUCH) پہ بیٹھے ہیں اور وہیں ہیں یہ اس تصور کو یہ آیت کلیۃً جھٹلا رہی ہے۔ میں نے پہلے بھی بیان کیا ہے کہ جنت بھی لامتناہی ترقیات کی جگہ ہے جہاں ٹھہراؤ نہیں ہے کیونکہ ٹھہراؤ موت کا نام بھی ہے اور تنزل کا آغاز بھی ہے اور جنت کی زندگی میں نہ موت ہے نہ تنزل ہے۔ اس لئے لازم ہے کہ جنت میں ہر حال میں انسان آگے بڑھے گا اور دوسرا اس لئے بھی لازم ہے کہ جب تک تبدیلی نہ ہو اس وقت تک انسان لطف کو قائم نہیں رکھ سکتا لطف آ بھی رہا ہو اور ایک جگہ ٹھہر جائے تو وہیں لطف جو ہے آہستہ آہستہ بدمزگی اور اکتاہٹ میں تبدیل ہو جاتا ہے جسے BOREDOM کہا جاتا ہے بور ہو جاتا ہے انسان۔ تو حرکت میں اور تبدیلی میں وہ لذت ہے جو دائم رہتی ہے اور ہمیشہ آگے بڑھتی رہتی ہے پس ایسی جنت جہاں ٹھہر جانا ہے وہ جنت تو کسی تمنا کے لائق چیز نہیں ہے

> **جب تک نورِ الٰہی بصارت عطا نہ کرے اس وقت تک انسان اپنے نقص بھی نہیں دیکھ سکتا اور جب تک وہ نقص دور نہ ہوں نورِ الٰہی عطا نہیں ہو سکتا۔**

فرمایا وہ کیا کہیں گے "نُوْرُھُمْ یَسْعٰی بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَبِاَیْمَانِھِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا" اے ہمارے رب ہمارے نوروں کو کامل کر دے پس کمال نور ایک ایسی چیز ہے جس کا کوئی انتہا نہیں ہے کیونکہ نور کا تعلق اللہ تعالےٰ کی ذات سے ہے اور اللہ ہی کی طرف سے عطا ہوتا ہے اللہ تعالےٰ کی طرف بڑھنے کی صلاحیت ہی کا نام نور رکھا گیا ہے۔ اور چونکہ مقصود لے انتہا ہے اس کا کوئی منتہیٰ نہیں اس لئے لازماً یہ نور بڑھے گا تو قدم خدا کی طرف آگے بڑھیں گے پس وہ جو پہلا نقشہ کھینچا گیا ہے کہ ان کے آگے بھی نور سوا گ رہا ہو گا اور ان کے دائیں طرف بھی اس منزل کے حصول کی خاطر جو لامتناہی سفر ہے لیکن ہمیشہ آگے بڑھنے والا ہے ہمیشہ مزید نیکیاں کمانے والا ہے اس کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے یہ دُعا سکھا دی گئی یا بتایا گیا کہ مومن جنت میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی معیت میں ہمیشہ یہ دُعا کرتے ہوئے اپنا سفر جاری رکھیں گے "رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا" اے ہمارے رب ہمارے نور کو کامل فرما دے "وَاغْفِرْ لَنَا" اور ہمیں بخش دے "اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ" تو ہر چیز پر قادر ہے۔

اب جہاں تک بخشش کا تعلق ہے یہ ایک چھوٹی سی الجھن باقی رہ جاتی ہے کہ جنت میں کون سے گناہ ہوں گے جن کے لئے بخشش کی طلب ہے اور یہ مضمون آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی بخشش کی دُعاؤں کا مضمون بھی کھول رہا ہے بخشش گناہوں کی موجودگی کو نہیں چاہتی ضروری نہیں ہے کہ گناہ ہوں تو بخشش مانگی جائے۔ بخشش میں کچھ اور بھی مضامین ہیں

اور نور والوں کے تعلق میں بخشش اور معنے رکھتی ہے وہ نور جو ابھی تمام کو نہیں پہنچا جب کہ سفر کرنے والے بہت ہیں اور ہر ایک کے نور کی منزل الگ الگ ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ ہر شخص کو نور اس کی حسب استطاعت ملا ہے اور اس میں خدا تعالیٰ نے کوئی حتمی فیصلہ ایسا نہیں فرمایا کہ جبراً کسی کو کم دے دیا کسی کو زیادہ دے دیا۔ نور کے کم ہونے یا زائد ہونے کا اس شخص کی کمزوریوں سے بھی تعلق ہو سکتا ہے۔ ان سابقہ اعمال سے بھی ہو سکتا ہے جس کے نتیجے میں ان کی وہ نورانی شکل بنی جس کے ساتھ وہ جنت میں سفر کریں گے تو وہ دعا کریں گے "واغفر لنا" ہمارا نور کامل کر دے۔ نور مانگنے کے بعد کہ ہمارا نور کامل فرما دے ساتھ یہ بھی دعا ہوگی کہ اگر کامل نہیں ہوا تو کچھ ہماری اندرونی کمزوری رہ گئی ہے کچھ ہماری جد و جہد میں کمی واقع ہوئی ہوگی، کچھ ایسی بات تو ضرور ہے کہ ہمیں نسبتاً کم نور عطا ہوا ہے پس وجہ تفاوت ہے اس نور کا یکساں نہیں ہے اور ہر جو قافلے میں شامل انسان ہے اس کی دعا ان معنوں میں الگ الگ ہے اس کی بخشش کا مضمون بھی الگ الگ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بخشش کا مضمون بھی جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اس دنیا کی دعاؤں میں بھی گناہ سے تعلق نہیں رکھتا تھا بخشش دراصل وہ جو ہمارے اردو اور پنجابی میں بخشش کہا جاتا ہے اس سے بھی بخشش ایک تعلق رکھتی ہے کیونکہ غفران کا تعلق ایسی عطا سے ہے جس کا بندہ حقدار نہیں ہوا کرتا اور جو کچھ مانگتا ہے ورنہ گناہگار کو کبھی بخشا جا ہی نہیں سکتا۔ گنہگار کی بخشش اس کے حق کی وجہ سے نہیں۔ فالحقیقت عطا سے تعلق رکھتی ہے اور غالباً یہی وجہ ہے کہ پنجابی میں خصوصاً اور اردو میں بھی لفظ بخشیش جگہ بنا گیا ہے کہ ہمیں بخشیش کر تو مراد ایسی عطا ہے جس کے ہم ہرگز حقدار نہیں ہیں اپنے فضل اور رحم کے ساتھ ہمیں عطا کر دے تو میں سمجھتا ہوں کہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بخشش کی دعائیں اس مضمون سے تعلق رکھتی تھیں اور بھی استغفار ہیں لیکن یہ خصوصیت کے ساتھ میرے پیش نظر رہتا ہے اور یہاں جنت میں بخشش کی دعا مانگنا قطعی طور پر ثابت کر دیتا ہے کہ یہ استنباط غلط نہیں ہے کیونکہ جنت میں تو گناہ کوئی نہیں ہونگے۔ داخل اس وقت کیا گیا ہے جب کمزوریاں بھی دور کر دی گئیں اور بخشش بھی دیا گیا سابقہ گناہوں سے تعلق کاٹ بھی دیا گیا تو اگرچہ یہ بھی انسان سوچ سکتا ہے کہ ہو سکتا ہے وہ ماضی کی ان کمزوریوں کا حوالہ دے رہے ہوں جن کے نتیجے میں ان کا نور مکمل ہونے میں کچھ کمی رہ گئی ہے یا نسبتاً کمی رہ گئی ہے مگر چونکہ اس قافلے کے قافلہ سالار حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہیں جو گناہوں سے دور بنا دیئے گئے تھے اور پاک اور صاف اور ہر قسم کے عیوب سے داغ سے منزہ یہاں تک کہ کشفاً بچپن میں آپ کے دل کو دوبارہ بھی دھویا گیا یعنی تخلیق کے بعد بھی کشفی حالت میں فرشتے نازل ہوئے اور انہوں نے آپ کے دل کو دھویا۔ تو جس کو ایسی پاکیزگی اور ایسی عصمت نصیب ہو تو اس کے تعلق میں جب بخشش کی دعا کے متعلق انسان سوچتا ہے تو ہرگز وہ مراد نہیں ہو سکتی جو عام دنیا کی فہم میں ہے۔ صرف ذنوب کی بحث باقی رہ جاتی ہے۔ اس لئے میں نے کہا تھا یہ ایک الگ وسیع مضمون ہے مگر جب محض بخشش کا لفظ آئے تو اس وقت میرے نزدیک بخشش سے مراد محض عطائے کامل ہے جس کا استحقاق سے کوئی تعلق نہیں اور یہاں "ذنوبنا" کا ذکر نہیں ہے "ربنا اتمم لنا نورنا واغفر لنا" اے ہمارے رب ہمارے نور کو کامل فرما دے اور خواہ ہمیں استحقاق ہو یا نہ ہو کہ ہم اس

منزل سے آگے بڑھیں تو ہمیشہ ہم سے ایسا بخشش کا معاملہ کر کہ تیرا رحم ہماری کمائیوں، محنتوں اور کوششوں سے بالا ہو، ان سے مستغنی اور بے نیاز اور محض تیری طرف سے اترے "انک علیٰ کل شیء قدیر" تو اس چیز پر بھی قادر ہے یعنی ہر چیز پر قادر ہے تو چاہے تو اپنے بندے کو بے حساب دے دے چاہے تو اپنے بندے کو بغیر حق کے دے دے بے حد گناہگار ہو اس کو بھی دھو دے اور پاک صاف کر دے۔ جب تیری ذات ایسی کامل اور ایسی مقتدر ہے ہر چیز پر تو قادر ہے تو پھر ہمارا دعا مانگنا بے محل نہیں ہے۔

> "توبۃً نصوحاً" سے مراد یہ ہے کہ تم بھی بے داغ ہونے کی کوشش کرو کیونکہ جو تمہاری آخری منزل ہے وہ اللہ کے نور کی منزل ہے اور نور کی منزل کی راہ میں تمہاری کثافتیں حائل ہوں گی اس لئے سفر کا آغاز ایسی توبہ سے ہوگا جو خدا کے لئے خالص ہو اور تمہیں پاک اور صاف کرنے والی اور پوری طرح دھونے والی ہو

اسی نور کے تعلق میں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اور اقتباس یا چند اور اقتباس آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے نور کی شان بننے کے لحاظ سے بھی کچھ اور مثالیں وضاحت طلب ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "اللہ نور السمٰوٰت والارض یعنی خدا اصل نور ہے۔ ہر ایک نور زمین و آسمان کا اسی سے نکلا ہے یہاں اصل نور کا لفظ یہ ظاہر کرنے کی خاطر ہے کہ جہاں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بات ہوئی تھی وہاں "مثل نورہ" فرمایا گیا تو اور یہاں ساری کائنات کو اللہ کا نور کہہ دیا گیا ہے تو کہیں کوئی یہ دھوکا نہ کھا جائے کہ کائنات تو ساری کی ساری نور خدا ہے اور محمد رسول اللہ صرف ایک مثال ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کوئی بھی لفظ ضرورت سے زائد نہیں رکھتے اور جو لازم ہے وہ ضرور رکھتے ہیں اس لئے آپ نے فرمایا کہ یہاں "اصل" کا لفظ حذف ہے مراد یہ ہے کہ دراصل اللہ ہی نور ہے اور جو کچھ ہمیں دوسری صورتیں دکھائی دیتی ہیں وہ اس نور کا پرتو ہے۔

"ہر ایک نور زمین و آسمان کا اسی سے نکلا ہے۔ پس خدا کا نام استعارۃً بنا رکھنا" جیسے باپ کہا گیا ہے بائبل میں "اور ہر ایک نور کی جڑ اس کو قرار دینا اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ انسانی روح کا خدا سے کوئی بھاری تعلق ہے" (نسیم دعوت روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۴۸۱ و ۴۸۲) یعنی روح انسانی کا خدا تعالیٰ سے کوئی ایسا رشتہ ہے جس کو لفظ نور کے اشتراک سے ظاہر فرمایا گیا ہے وہی نور انسان کی روح کی صورت میں جلوہ گر ہوا ہے کیونکہ اس روح نے بالآخر اللہ کے نور کی طرف حرکت کرنا تھا یہ مراد ہے اور خدا کا نور جب کہا جاتا ہے تو گویا مراد ہے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں صحیح مسلم کتاب الایمان باب ان اللہ لا

"ینام" کتاب الایمان سے اس باب سے حدیث لی گئی ہے جس کا عنوان ہے اللہ تعالیٰ یقیناً نہیں سوتا۔

اللہ کا حجاب ایک ایسا نور ہے کہ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے ہم خدا کو دیکھ رہے ہیں حالانکہ وہ نور ہوتا ہے اور خدا نہیں کیونکہ خدا اس نور کے پردے کے پیچھے ہے

"عن ابی موسیٰ قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخمس کلمات" پانچ باتوں کے لئے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے یعنی پانچ باتیں بیان فرمائیں "فقال ان اللہ عزوجل لاینام ولا ینبغی لہ ان ینام" کہ یقیناً اللہ تعالیٰ صاحب عزت وجلال نہیں سوتا نہ ہی اسے زیبا ہے نہ اس کی شان کے مطابق ہے کہ وہ سوئے "یخفض القسط ویرفعہ" ترازو کے پلڑوں کو نیچے بھی کرتا ہے اور اونچا بھی کرتا ہے۔ قسط یعنی انصاف۔ تو مراد ہے ترازو کے دو پلڑے ہوتے ہیں کوئی نیچے ہو جاتا ہے کوئی اوپر چلا جاتا ہے۔ مفسرین کہتے ہیں یہاں مراد ہے کہ اعمال کا وزن کرتا ہے وہی فیصلہ کرتا ہے کہ کس کے اعمال ہلکے ہیں اور کس کے بھاری ہیں، کس کے قابل قدر ہیں کس کے رد کے لائق ہیں "ویرفع الیہ عمل اللیل قبل عمل النہار" پیشتر اس کے کہ دن کے اعمال شروع ہوں رات کے اعمال کا حساب لے لیا جاتا ہے یعنی یہ خیال بھی ایک پوری طرح معاملے کو نہ سمجھنے کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے کہ صرف آخرت کے دن ہی حساب کتاب ہوگا۔ وہ حساب کتاب ہو چکا ہوگا صرف اس کے نتیجے ظاہر کئے جائیں گے حساب کتاب تو روز روز ساتھ ساتھ ہو رہا ہوتا ہے اسی حساب کتاب کے نتیجے میں ہماری روح یا جہنمی بن رہی ہوتی ہے یا جنتی بن رہی ہوتی ہے پس سریع الحساب کا ایک یہ بھی مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ انتظار نہیں کرتا بہت لمبے عرصے کے حساب کا کہ ساتھ ساتھ ایک حساب کا نظام جاری وساری ہے اور انسان کی روح پر نیک اثرات بھی مترتب ہو رہے ہوتے ہیں۔ بد اثرات بھی مترتب ہو رہے ہوتے ہیں اور جو اس کا عمل ہے وہ اپنے نتیجے ساتھ ساتھ پیدا کرتا چلا جاتا ہے پس وہ ترکڑی کے دو تھال ہیں جن کے اوپر وزن رکھا جاتا ہے مراد یہ ہے کہ ان کو نیچا بھی کرتا ہے ان کو اونچا بھی کرتا ہے ارادۃً نہیں بلکہ فیصلہ فرماتا ہے ایسا کہ جن کے نتیجے میں بعض اعمال بے وزن دکھائی دینے لگتے ہیں اور بعض اعمال باوزن دکھائی دینے لگتے ہیں اور اس کی طرف رات کا عمل دن کے عمل سے پہلے اٹھایا جاتا ہے مراد یہ ہے کہ ہر رات کی صف لپیٹنے کے ساتھ ہی اس رات میں جو بھی اعمال ہوتے ہیں ان سب سے متعلق فیصلہ ہو چکا ہوتا ہے کہ یہ اعمال کس نوعیت کے تھے کیا ان کی حیثیت ہے ایسے کرنے والے سے کیا سلوک ہونا چاہئے اور دوسرے دن کے اٹھنے سے پہلے دن کے حسابات بھی سامنے رکھے ہوتے ہیں پھر فرمایا "حجابہ النور" اس کا حجاب نور ہے یعنی لوگوں کے حجاب تو اپنے نور کو چھپانے کے لئے جیسے ہوتے ہیں ورنہ جو لوگ چھپنا چاہتے ہیں وہ اگر بغیر حجاب کے رہیں تو ننگے ہو جائیں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے نور کا حجاب اوڑھا ہوا ہے۔ عجیب مضمون ہے۔ دنیا نور چھپانے کے لئے حجاب استعمال کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نور کا حجاب اوڑھا ہوا ہے اس کا حجاب ہی نور ہے پس جدھر تم دیکھو گے خدا کا نور دکھائی دے گا اور یہ وہ مضمون ہے جو کائنات پر نظر ڈالنے میں ایک نیا رنگ پیدا کرتا ہے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ جدھر بھی دیکھو اسی طرف خدا کا نور دکھائی دیتا ہے چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ نظم کہ ہے

چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بے کل ہو گیا
کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اس میں جمالِ یار کا

یہ حجاب کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں اور پھر ساری نظم نور ہی کی نظم ہے اور سب حجاب کی باتیں ہیں مگر حجاب پر غور کرو تو وہ حجاب نور دکھائی دے رہا ہے حالانکہ ہے حجاب۔ پس اللہ تعالیٰ کا نور جو ہے وہ ایک ایسا حجاب ہے یا اللہ کا حجاب ایک ایسا نور ہے کہ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے ہم خدا کو دیکھ رہے ہیں حالانکہ وہ نور ہوتا ہے اور خدا نہیں کیونکہ خدا اس نور کے پردے کے پیچھے ہے پس ہر چیز جو نور دکھائی دیتی ہے وہ ایک پردہ ہے اور جو پردہ زیادہ لطیف ہوگا اتنا ہی زیادہ اس کے پیچھے سے خدا دکھائی دے گا ان معنوں میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا پردہ سب سے زیادہ شفاف تھا اس لئے فرمایا گیا کہ وہ مثال ہے اللہ کے نور کی۔ اگر قریب تر کوئی چیز دیکھنی ہے تو اس پردے کو دیکھو اس میں سے خدا کے نور کی زیادہ جھلکیاں دکھائی دیں گی ورنہ ہر دوسرا پردہ جو نسبتاً کثیف ہے وہ اتنی زیادہ صفائی کے ساتھ اور سچائی کے ساتھ خدا کے نور کو ظاہر نہیں کر سکتا۔

پھر فرمایا نور کا حجاب خدا نے کیوں اوڑھا ہوا ہے۔ "لو کشفہ لاحرقت سبحات وجہہ ما انتہی الیہ بصرہ من خلقہ" اگر خدا اپنے نور کا پردہ اٹھائے تو اس کے چہرے کے جلوے اس کی سبحات اس کی جھلکیاں ہیں وہ جہاں تک نظر جائے ہر مخلوق کو مٹا کر جلا کر رکھ دیں۔ کوئی بھی چیز اس کو دیکھنے کی استطاعت نہیں رکھتی اور ہر چیز جل کر خاک ہو جائے اس لئے یہ پردہ محض ایسے حجاب کے طور پر نہیں ہے کہ کوئی انسان اپنے عاشق سے چھپنا چاہتا ہے اور پوری طرح کھلے دل کے ساتھ اپنے محبوب کو نظارہ نہیں کروانا چاہتا۔ یہ اور معنے رکھتا ہے۔ یہ یہ معنے رکھتا ہے کہ اے میرے عاشق میں تجھ سے اتنا پیار کرتا ہوں کہ تجھے ہلاک نہیں کرنا چاہتا۔ تجھے اتنا اتنا ہی نظارہ دکھاؤں گا جتنا تجھے برداشت کرنے کی استطاعت ہے اس سے اگر آگے دکھایا تو پھر یہ تجھ پر ظلم ہوگا دیکھنے والا ہی کوئی باقی نہیں رہے گا۔ پس حضرت موسیٰؑ سے جو طور پر سلوک ہوا تھا وہ اسی مضمون کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ کنجوسی کا کوئی سوال ہی نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ تو ہر ایک کو اپنا وجود دکھانا چاہتا ہے مگر اس کا نور یا اس کی ذات جو ہے وہ ایک ناقابلِ فہم جلوہ ہے ہمارے لئے جس تک ہمارے تصور کی بھی رسائی نہیں ہے جس کا پردہ جگمگا اٹھے

ایک یہ بھی معنی ہے "حجابہ النور" کہ اس کا تو پردہ ہر جگہ جگمگا رہا ہے وہ خود کیا ہوگا۔ جدھر بھی نظر ڈالو وہاں اس کی روشنی دکھائی دیتی ہے لیکن نظر میں نور ہو تو دکھائی دیتی ہے۔ اگر نظر میں نور ہو تو کائنات کے ذرے ذرے میں اتنا نور دکھائی دیتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ؎

کیا عجب تو نے ہر اک ذرہ میں رکھے ہیں خواص
کون پڑھ سکتا ہے سارا دفترِ اسرار کا

تو نے کیسے عجیب خواص ہر ذرے میں رکھ دیئے ہیں ہر ایک میں ہر چھوٹی سے چھوٹی چیز میں "کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر

ان اسرار کا" کہ ایک ایک ذرے پر بھی نظر ڈال کے دیکھو تو اس کے اندر ایک اسرار کا عالم ہے۔ کون ہے جو اس سارے عالم اسرار پر محیط ہو سکے اور سب کا اندازہ کر سکے۔

نور کی عطا کے ساتھ نور کی پیاس بجھ نہیں جایا کرتی بلکہ بڑھ جایا کرتی ہے

اور یہ بات جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی اس وقت تک ایٹم کی توانائی اور اس کے اسرار کی کوئی بات لوگ سنتے ہی نہیں تھے۔ ابھی یہ بات عام گفتگو میں داخل ہی نہیں ہوئی تھی۔ مگر چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کے نور سے دیکھ رہے تھے اس لئے آپؑ نے اس حقیقت کو جان لیا یعنی قرآن کے نور سے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے کہ خدا نے جو کچھ بھی پیدا کیا اس کا ذرہ ذرہ ایک نور ہے جو خدا کا حجاب ہے۔ اور حجاب کا نور ہونا میرے نزدیک یہی معنے رکھتا ہے کہ جو اس کے پیچھے ہے اس سے چمک رہا ہے اور کثیف سے کثیف بھی ہو تو جو اس کے پیچھے جلوہ گر ہے اتنی شان کا جلوہ گر، اس قوت کے ساتھ جلوہ گر ہے کہ ہر حجاب اس کے چہرے پر نور بن گیا ہے۔ پس اس پہلو سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب کائنات کا مطالعہ کرتے ہیں تو بے اختیار کہتے ہیں "کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا" اور یہی مضمون ہے جو حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے بیان فرمایا۔ "حجابہ النور" نور تو اس کے چہرے کا نقاب ہے "لو کشفہ" اگر وہ اپنا چہرہ دکھا دے "لاحرقت سبحات وجھہ ما انتھیٰ الیہ بصرہ من خلقہ" تو اس کے چہرے کا جلال اور اس کی چمک دمک اس کا جلوہ تاحد نظر ہر مخلوق چیز کو جلا کر رکھ دے۔

صحیح بخاری میں ایک اور بڑی یعنی ہر حدیث ہی بہت گہرائیوں اور آسمانوں کی سیر کرانے والی ہے مگر اس کا جس نور سے تعلق یہ حدیث بھی ایک خاص لطف اپنے اندر رکھتی ہے۔ حضرت ابن عباس سے روایت ہے صحیح بخاری کتاب الدعوات باب الدعاء اذا انتبہ باللیل" اس میں ترجمہ میں آپ کے سامنے پڑھ کے سنا دیتا ہوں۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی خالہ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں رات بسر کی ...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو اٹھ کر وضو کیا اور نماز تہجد ادا کی ...... اور آپؐ یہ دعا پڑھتے تھے اے اللہ میرے دل میں نور پیدا کر دے اور میری آنکھوں میں نور اور میرے کانوں میں نور اور میرے دائیں نور اور میرے بائیں نور اور میرے اوپر نور اور میرے نیچے نور اور میرے آگے نور اور میرے پیچھے نور کر دے اور مجھے نور بنا دے۔

اب یہ جو حدیث ہے یہ اس لئے میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں کہ اس سے بعض جو سرسری نظر سے دیکھنے والے ہوں ان کو غلط فہمیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو "مثل نورہ" قرار دے کر پھر جو نقشہ کھینچا گیا ہے وہ تو حیرت انگیز ہے کہ آسمان سے شعلہ نور نہ بھی اترتا تو یہ از خود بھڑک اٹھنے کے لئے تیار تھا پھر یہ دعا کیا معنے۔ اور پھر قرآن کریم میں جو خوشخبری دی گئی ہے نور کی اس کے دائیں طرف چلنے کا ذکر ہے اور یہاں بائیں طرف بھی نور مانگا گیا ہے اور انسان پیچھے کی طرف تو نہیں جایا کرتا، پیچھے بھی نور مانگا گیا ہے تو اس حدیث کے حوالے سے ان اطراف کا کیا معنی ہے اور اس دعا کا کیا مقصود ہے؟ فرمایا اے اللہ میرے دل میں نور پیدا کر دے۔ اب آپ کا دل تو نور الٰہی کی تمثیل بنا تھا اور منور اور روشن دل تھا۔ "پیدا کر دے" سے

کیا مراد ہے؟ درحقیقت یہ وہ نور ہے جو جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا جس کی انتہا کوئی نہیں ہے جو بڑھتے رہنا ہے۔

یاد رکھو کہ جنت میں کوئی ایسا شخص حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی معیت میں چلنے کی توفیق نہیں پائے گا جو آپؐ کے لئے کسی پہلو سے بھی ندامت کا موجب بنتا ہو

اس دعا میں دو باتیں ہیں جو بالکل واضح ہیں۔ اول یہ کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا مقام انکسار دکھایا گیا ہے۔ دوسرا مقام عرفان بتایا گیا ہے۔ انکسار اس پہلو سے کہ جس کو خدا تعالیٰ یہ خوشخبری دے کہ "اول ما خلق اللہ نوری" آپؐ فرماتے ہیں کہ مجھے خدا نے جو بتایا ہے اس لحاظ سے خدا نے جو کچھ بھی پیدا کیا ہے سب سے پہلے میرا نور پیدا کیا۔ جس کو یہ خبر مل چکی ہو جس کو خدا کے نور کا مثال قرار دیا گیا ہو جس کو آسمان سے اترنے والا نور قرار دیا گیا ہو جس کے ساتھ قرآن کا نور اتارا گیا ہو وہ یہ کیا کہہ رہا ہے کہ اے خدا میرے دل میں نور رکھ دے۔ اس کا مطلب واضح ہے کہ آپؐ انکسار کے بھی انتہائی مقام پر تھے اور عرفان کے بھی انتہائی مقام پر تھے۔ آپؐ جانتے تھے کہ نور کے عطا ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ پورا خدا مل گیا ہے یا خدا کے نور کی انتہا کسی کو عطا ہو سکتی ہے۔ آپؐ بندے کا مرتبہ سمجھتے تھے اور جانتے تھے کہ یہ نسبتی باتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھنے کا سفر لامتناہی ہے، کبھی ختم ہونے والا نہیں اور خدا سے نور اس طرح مانگو جیسے جھولی خالی ہو۔ یہ انکسار کا بھی کمال ہے اور عرفان کا بھی کمال ہے۔ "رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر" میں جس طرح ایک خالی جھولی والا فقیر بن کر حضرت موسیٰ نے دعا مانگی تھی آپ نے یوں دعا مانگی گویا میں تو نور مانگ رہا ہوں مجھے تو نور نہیں ابھی ملا۔ نہیں ملا کا لفظ نہیں ہے لیکن دعا کی طرز یہ ہے اللہ میرے دل میں نور پیدا کر دے۔

دوسرے اس میں یہ مضمون ہے کہ نور کی عطا کے ساتھ نور کی پیاس بجھ نہیں جایا کرتی بلکہ بڑھ جایا کرتی ہے۔ اور وہ سب جاہل ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم نے سب کچھ پا لیا۔ ہمیں اللہ سے مل گیا، وحی نازل ہو گئی، مل گیا۔ ان سے بڑا بے وقوف دنیا میں کوئی نہیں کیونکہ جس کو سب سے زیادہ ملا اس نے اپنی جھولی پھیلائی جیسے خالی ہو۔ اس نے تو ایسے ہاتھ بڑھایا جیسے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں تھا۔ تو مراد یہ ہے کہ دینے والے کی عطا لامتناہی ہے اور ہر عطا کے بعد اور مانگو اور مانگو اور مانگو۔ یہی وجہ ہے کہ جنت کے سردار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو اپنے ہمراہیوں کے ساتھ جنت میں اس طرح آگے بڑھتا ہوا دکھایا گیا ہے کہ منہ پر یہی دعا تھی "ربنا اتمم لنا نورنا۔ ربنا اتمم لنا نورنا" اے ہمارے رب ہمارا نور تمام کر دے، مکمل کر دے تو وہی دعا جو آپ نے جنت میں کرنی تھی یہ وہی مضمون ہے اس دنیا ہی سے اس دعا کا آغاز ہو چکا تھا۔ آپ فرماتے تھے کہ اے میرے رب میرے دل میں نور پیدا کر دے یعنی اتنا لطف آیا ہے پہلے نور سے اس کے باوجود بھوک نہیں مٹی اور مزید کی طلب پیدا ہو گئی ہے۔ پس پیدا کرنے سے مراد دینا اور نور عطا کر دے یہ مراد ہے نہ کہ واقعۃً ایک خالی دل ہو۔ پس یہ دعا کے بھی انداز ہیں اور انکسار کے بھی اور معرفت کے یہ خاص انداز ہیں جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اللہ سے سیکھے اور ہمیں سکھائے۔

فرمایا میری آنکھوں میں نور اور میرے کانوں میں نور۔ اور آنکھوں کا نور نہیں تھا تو دیکھا کس طرح پھر۔ آنکھوں کا نور تھا اور اتنا تھا کہ دنیا

یعنی کسی کو وہ نور عطا نہیں ہوا کیونکہ آنکھ کے نور کے نتیجے میں انسان آسمانی نور کو دیکھ سکتا ہے۔ اور سب سے زیادہ نور الٰہی کے جلوے، نور الٰہی ذات میں تو کسی کو دکھائی نہیں دے سکتا۔ اس کی تجلیات آپ نے دیکھی تھیں۔ ابھی آنکھوں کی ترص بھی پوری نہیں ہوئی اور یہ ایک ایک عضو کو الگ بتایا جا رہا ہے اس میں محبت کی انتہا بھی دکھائی دیتی ہے۔ اتنا پیار ہے اللہ کے نور سے کہ ایک ایک عضو کے لئے الگ جھولی پھیلائی جا رہی ہے، ہاتھ اٹھایا جا رہا ہے، اے اللہ مجھے تجھ سے اتنا پیار ہے کہ میرے دل میں نور پیدا کر دے، میری آنکھوں میں نور عطا کر دے، اور میرے کانوں میں نور، میرے کان کیوں محروم رہیں ان کو بھی نور کی بھیک عطا کر اور میرے دائیں بھی نور عطا کر اور میرے بائیں بھی نور عطا کر دے۔

یہاں وہ نیکی اور بدی والا مضمون نہیں ہے۔ یہاں محبت کی انتہا کا مضمون ہے کہ مجھے غرق کر دے اپنے نور میں۔ میری ہر طرف تیرے نور سے روشن ہو جائے اور ان معنوں میں کہ بائیں طرف بھی نیکیوں کی آماجگاہ بن جائے۔ یہ دعا اس مضمون سے تعلق رکھتی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ میری رگوں میں بھی تمہاری رگوں کی طرح شیطان دوڑا کرتا تھا یعنی دوڑتا ہے طبعاً لیکن وہ مسلمان ہو چکا ہے، وہ کلیۃً اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر چکا ہے۔ تو بائیں طرف سے ہمیشہ شیطان حملے کرتا ہے اور عموماً نور کا تعلق ان معنوں میں دائیں طرف سے رکھا جاتا ہے۔ مگر جہاں محبت کا مضمون ہو، جہاں عشق کی انتہا ہو اور انسان یہ کہنا چاہے کہ اے خدا مجھے اپنے نور میں غرق کر دے وہاں بائیں طرف بھی نور مانگا جاتا ہے اور یہ نور آپ کو عطا ہو چکا تھا کیونکہ آپ ہی نے تو فرمایا ہے کہ میرا شیطان بھی مسلمان ہو گیا ہے۔ وہ بھی بدی کی طرف نہیں بلکہ نیکی کی طرف ہدایت دے رہا ہے، میرا نفس امارہ بھی گویا نیکی کی تعلیم دینے والا بن چکا ہے۔

پس یہ مضمون ہے جس میں وہ مضمون جو میں نے پہلے بیان کیا تھا چونکہ وہ مراد نہیں اس کا اور یہ مختلف ہے اس لئے تصادم نہیں ہے کوئی ٹکراؤ نہیں ہے بلکہ ایک اور انداز ہے نور مانگنے کا اور نور کے معنوں کا۔ اور میرے اوپر بھی نور اور میرے نیچے بھی نور وہی غرقابی کا مضمون اور غرق ہو کے انسان تہہ تک پہنچ جایا کرتا ہے مگر اس چیز کی تہہ تک جس کی کوئی تہہ ہو۔ وہ سمندر جو اتھاہ ہو، جس کی کوئی تہہ موجود نہ ہو، جس کا نہ دائیں کنارہ نہ بائیں، نہ آگے، نہ پیچھے، نہ اوپر، نہ نیچے، اس میں یہی دعا ہے جو موزوں دکھائی دیتی ہے اور بعینہٖ یہی ہونی چاہئے تھی کہ صاحب عرفان کے لئے۔ فرمایا میں تجھ میں ڈوبتا چلا جاؤں لیکن ہمیشہ میرے نیچے تو رہے تو میں کبھی بھی تیری آخری حد کو نہیں پہنچ سکتا نہ اوپر، نہ دائیں، نہ بائیں، نہ آگے، نہ پیچھے، ہر طرف تو ہی تو ہو اور پھر بھی سفر جاری رہے۔ سفر جاری ہونا اس دعا سے ظاہر ہے یعنی میں دعا مانگ رہا ہوں، مانگتا چلا جاؤں گا اور اس مضمون کو میرے لئے تو کامل فرماتا چلا جا۔ اور پھر فرمایا اور مجھے نور بنا دے۔ حالانکہ نور بن چکے تھے۔ پس جو نور بن چکا ہو وہ کہتا ہے مجھے نور بنا دے اس میں وہی مضمون ہے جو میں بیان کر رہا ہوں۔ نور بننے کے بعد آپ کی طبیعت کا انکسار بھی اس نور سے چمک اٹھا ہے۔ طبیعت کا جو انکسار ہے یہ بعض دفعہ اندھیروں کے نتیجے میں ہوتا ہے، بعض دفعہ روشنی کے نتیجے میں۔ اندھیروں کے نتیجے میں تو انسان کو اپنی جہالت میں اپنا پتہ ہی کچھ نہیں اور اس وجہ سے بعض دفعہ منکسر ہو جاتا ہے اور یہ بات اندھیروں کے انکسار کی ایک تمثیل کی صورت میں بتائی گئی ہے کہ ایک دفعہ ایک شیر کو بھیڑوں کے گلے میں پالا گیا تو وہ بیچارہ اپنے آپ کو بھیڑ ہی سمجھا کرتا تھا اور بھیڑئیے کے بھونکنے سے ڈر جایا کرتا تھا۔ حالانکہ تھا شیر۔ یہ تو انکسار وہ کوئی نیکی کا انکسار نہیں تھا وہ جہالت کا انکسار تھا۔ اپنے نفس کی معرفت نہیں تھی اس کو کہ میں کون ہوں، یہاں ایک دفعہ واقعۃً شیر گرجا ہے تو اس کے اندر کا شیر بھی جاگ اٹھا اور پھر وہ پلٹا ہے اس کے اوپر حملہ آور ہو کر تو سارے گلے کی

حفاظت کا موجب بن گیا۔ تو ذات کا عرفان نہ ہونے کے نتیجے میں بعض دفعہ انسان اپنی عظمت سے محروم رہ جاتا ہے، بعض دفعہ اپنی اصل حقیقت سے محروم ہو جاتا ہے۔ اور وہ جو دوسرا عرفان ہے وہ انکساری پیدا کرتا ہے لاعلمی کی وجہ سے نہیں بلکہ کچھ جاننے کے باوجود پھر انسان سمجھتا ہے کہ میں تو کچھ بھی نہیں۔ جو کچھ ہے وہاں سے ملا ہے اور جو کچھ ملا ہے وہ مکمل ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ ذات لامحدود ہے۔ جس کے اندر لامتناہی عطا کی توفیق موجود ہو اس سے ایک گھونٹ مانگ بھی لیا تو کیا فرق پڑ سکتا۔ اگر سمندر بھی مانگ لو گے تو تب بھی فرق کوئی نہیں پڑے گا۔ کیونکہ تمہارا جو ظرف ہے وہ تو محدود ہے مگر عطا کرنے والا لامحدود ہے۔ پس اس سے مانگو، اس میں ایک اور مضمون جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حوالے سے پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ آپ کا ظرف بھی بڑھ رہا تھا اور جتنا خدا تعالیٰ کا نور آپ پر جلوہ گر ہو رہا تھا آپ کے ظرف کی توفیق بڑھتی چلی جا رہی تھی، سیرابی کی کوئی ایسی منزل نہیں آئی جس میں آپ نے سمجھا ہو کہ جتنا سما سکتا تھا سما چکا ہوں بس اب اس سے زیادہ میں سمیٹ نہیں سکتا۔ ورنہ ایک پیالی کو آپ سمندر میں ڈبوئیں اور پھر وہ پیالی اور پانی مانگے اور اور پانی مانگے تو بالکل بے معنی بات ہے۔ وہ پیالی ڈوب گئی۔ جتنا بھرنا تھا بھر گئی پھر جب تک وہ الٹے نہ ایک دفعہ اور پانی مانگ نہیں سکتی اور خدا کا نور کب الٹا دیا جاتا ہے وہ تو ہمیشہ کے لئے ساتھ چمٹا کے رکھا جاتا ہے۔

> **ایسی موت مانگو جس موت سے پہلے یہ سارے مراحل طے ہو چکے ہوں اور کوئی کثافت ایسی اپنے ساتھ لیکر ہم اس دنیا میں نہ جائیں جو ہمیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی معیت سے اس لئے محروم کر دے کہ ہمارا ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لئے کسی پہلو سے بھی ندامت کا موجب ہو**

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ظرف ہمیشہ تدریجاً ترقی کر رہا تھا۔ جتنا نور عطا ہوتا تھا ظرف بڑھ جاتا تھا اور یہی اہل جنت کی دعا کا مفہوم ہے جو اس مثال سے میں نے آپ پر کھولا ہے۔ اہل جنت جو یہ دعا مانگیں گے کہ اے خدا ہمارے آگے بھی نور کر ہمارے دائیں بھی نور کر اور ہمارے نور کو تمام کر دے کامل کرتا چلا جا۔ یہ مراد ہے سب کچھ عطا ہونے کے باوجود خدا تعالیٰ ان کے ظرف بڑھاتا رہے گا، ان کی پیاس پہلے سے زیادہ کرتا چلا جائے گا اور یہ لامتناہی سفر جو ہے وہ چونکہ ہمیشہ نئی منزلوں کی طرف ہے، نئے نئے حسن کے نظاروں کی طرف ہے اس لئے کبھی بور نہیں ہو سکتا۔ خدا کے حجاب میں بھی ایسا حسن ہے کہ اس سفر میں اگر آپ حرکت میں رہیں اور ایک حجاب کے پہلو سے دوسرے حجاب کی طرف منتقل ہوتے رہیں تو ساری زندگی یہ سفر کریں کبھی آپ کو ایک لمحہ بھی اکتانے کا نصیب نہیں ہو سکتا، کبھی آپ اکتاہٹ محسوس نہیں کر سکتے۔

اور یہ مضمون اسی آیت کی طرف پھر اشارہ کرتا ہے "کل یوم ھو فی شان فبای آلاء ربکما تکذبان"

(سورہ الرحمان)

دیکھو خدا تمہاری خاطر کیسے کیسے جلوے دکھاتا چلا جا رہا ہے ہر لمحہ اس کی شان بدلتی ہوئی دکھائی دے رہی ہے حالانکہ وہ بدلتا نہیں ہے۔

پس دیکھو تو سہی اپنی آنکھیں پیدا کرو اس کے حسن کے نظارے کی پھر یہ تمہاری زندگی کا تمام سفر حسن کا سفر ہو جائے گا اور کبھی ایک لمحہ کے لئے تم اُکتا نہیں سکتے، بور نہیں ہو سکتے۔ پس یہ سفر ہے جو اس دُنیا میں ہمیں کرنے کا سلیقہ آنا چاہیئے اور پھر جنت کے سفر کی اہلیت عطا ہو گی اور اس شرط کو یاد رکھو کہ جنت میں کوئی ایسا شخص حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی معیت میں چلنے کی توفیق نہیں پائے گا جو آپؐ کے لئے کسی پہلو سے بھی ندامت کا موجب بنتا ہو۔ جو ندامت کے موجب بنتے تھے دنیا ہی میں وہ اپنی معافیاں مانگ چکے ہوں گے۔ تب ایسی جنت میں داخل کئے جائیں گے۔ جو کمزوریاں اور داغ رکھتے تھے دنیا ہی میں توبۃً نصوحًا کے ذریعے وہ کمزوریاں اور داغ دھونے کے فیصلے کر چکے ہوں گے اور پھر اللہ تعالیٰ ان کو دھو چکا ہو گا۔ اس لئے ایسی موت مانگو جس موت سے پہلے یہ سارے مراحل طے ہو چکے ہوں اور کوئی کثافت ایسی اپنے ساتھ لے کر ہم اس دُنیا میں نہ جائیں جو ہمیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی معیت سے اس لئے محروم کر دے کہ ہمارا ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے لئے کسی پہلو سے بھی ندامت کا موجب ہو۔

> **پس اپنے لئے نور بھی مانگتے چلو اور بخشش بھی مانگتے چلو اور اس کامل انکسار کے ساتھ آگے بڑھو جہاں ہر منزل کا حصول تمہیں اوپر کے رستوں کو دکھا کر اپنے آپ کے اندر ادنیٰ ہونے کا احساس تو پیدا کرے، نیچے کی طرف دکھا کر تکبر پیدا نہ کرے۔**

یہ نور ہے اور یہ نور کا سفر ہے جسے سمجھنا چاہیئے، جس کے لئے دُعائیں کرنی چاہئیں اور جس طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اپنی دُعا کے ذریعے ہمیں اس نور کے مانگنے کے انداز سکھائے اور نور عطا ہو جانے کے باوجود پھر مزید طلب کی حکمت بھی ہمیں سمجھا دی اور خود ہمیشہ اس کی لامتناہی طریق پر طلب کرتے چلے گئے، کبھی نہ تھکے نہ ماندہ ہوئے۔ یہ مضمون بھی سمجھنا اس لئے ضروری ہے کہ نور کے سفر میں بعض دفعہ نور ہی ظلمات میں انسان کو غرق کر دیا کرتا ہے۔ ایسے شخص کا نور جس میں تکبر پایا جائے، جس میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا انکسار نہ ہو اس کا نور لمبا اور قامت اس کو ہلاکت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ ایسے گڑھے میں دھکیل دیتا ہے جس سے نکلنا اس کے بس میں نہیں رہتا بلکہ اس میں ہمیشہ رہنا اس کی تقدیر بن جایا کرتا ہے۔ پس نور کا حصول خود بھی تو خطرات کا ایک مضمون ہمیں دکھا رہا ہے۔ ایک خطرات سے پر رستہ بھی دکھا رہا ہے اور یہ نور ہو تو دکھائی دیتے ہیں۔ اور جب نور اس درجہ روشن ہو جائے کہ وہ اس رستے کے نقصان اور خطرات بھی دکھانے لگے تو پھر بخشش کی دُعا ایک بے ساختہ دُعا ہے اور ان معنوں میں حصول نور کے بعد پھر بخشش کی دُعا آتی ہے۔

پس اپنے لئے نور بھی مانگتے چلو اور بخشش بھی مانگتے چلو اور اس کامل انکسار کے ساتھ آگے بڑھو جہاں ہر منزل کا حصول تمہیں اپنے اوپر کے رستوں کو دکھا کر اپنے آپ کے اندر ایک ادنیٰ ہونے کا احساس تو پیدا کرے، نیچے کی طرف دکھا کر تکبر پیدا نہ کرے۔ اللہ کرے کہ ہمیں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم جیسے کامل رہنما کے پیچھے چلنے کے انداز عطا ہوں۔ وہ اسلوب ☜

☜ عطا ہو جائیں جو خود اس کامل راہنما ہی نے ہمیں سکھائے ہیں۔ اللّٰہم صلّ علیٰ محمد وعلیٰ آلِ محمد وبارک وسلم انک حمید مجید۔

عبدالمالک

دیکھ لیا پردیس

انسان اپنی زندگی میں کبھی نہ کبھی سفر ضرور کرتا ہے۔ دُنیا میں کوئی شخص ایسا نہیں ملتا جو یہ کہہ سکے کہ میں نے کبھی سفر نہیں کیا گویا سفر کرنا انسانی زندگی کا لازمی حصہ ہے انسان کو کئی قسم کے سفروں سے واسطہ پڑتا ہے مثلاً خوشی کا سفر غم کا سفر خدا کی راہ میں سفر اور موت کا سفر وغیرہ۔ یہ سفر پیدل، سائیکل پر، ریل، بس، ہوائی جہاز یا سٹیلائٹ غرض کسی پر بھی کیا جا سکتا ہے۔ سیر و سیاحت کی غرض سے ہزاروں لوگ اندرون بیرون، ملک سفر کرتے ہیں دوران سفر مختلف تجربے ہوتے ہیں اور علم میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ طرح طرح کے مسائل سے بھی دو چار ہوتے ہیں۔

مجھے خدا تعالیٰ کے فضل سے اندرون ملک سفر کے علاوہ انیس (۱۹) ممالک کے سفر کا موقع ملا ہے۔ جس میں مختلف تجارب اور نئی باتیں علم میں آئیں۔

۱۹۷۸ء میں مجھے انگلستان کے شہر لندن جانے کا موقعہ ملا اپنے ایک بزرگ کے لئے ہڑ کا مربہ بھی ساتھ لے جا رہا تھا۔ لندن کے ہیتھرو ائر پورٹ پر کسٹم والوں نے اس مربہ کے متعلق استفسار کیا انہوں نے بوتل کو ہلاتے ہوئے عجیب انداز میں پوچھا کہ وٹ از دس؟

اس وقت مجھے انگریزی تو اتنی نہیں آتی تھی چنانچہ خاموش پا کر تھوڑی دیر کے بعد اس نے سوال دوبارہ کیا میں پھر خاموش رہا آخر جب اس نے تیسری بار پوچھا تو میں نے یہ سوچ کر کہ کہیں اور کوئی مصیبت کھڑی نہ ہو جائے انہیں کہہ دیا کہ "دس از ایپل جیم" یعنی یہ سیب کا مربہ ہے جس پر اس نے کہا "او... ویری فائن... گو" یعنی بہت اچھا آپ جائیں۔ جس پر میں سوچ میں پڑ گیا کہ اگر اسے بتانا پڑے کہ یہ ہڑ کا مربہ ہے تو کس طرح بتاؤں گا اگر اس کی تسلی نہ ہوئی تو وہ شک میں بھی مبتلا ہو سکتا تھا۔ غرض اس نے خوش ہو کر مجھے جانے دیا اسی سفر میں دوران سفر ائر ہوسٹس بار بار مجھ سے آ کر پوچھتی کہ "ڈو یو وانٹ کافی آر ٹی"؟

آخر اس فقرے سے میں تنگ آ گیا تو میں نے اس سے کہا "ڈو یو نو دی مینِنگ آف کافی؟" یعنی تمہیں پتہ ہے کہ کافی کا مطلب کیا ہے۔ جس پر وہ حیران سی ہو کر چپ ہو گئی کہ شاید میں نے کوئی غلطی کی ہے لیکن جب میں نے اسے بتایا کہ ہماری زبان (مراد اردو زبان) میں کافی کا مطلب "اِینف" ہوتا ہے تو وہ بڑی خوش ہوئی اور اسی وجہ سے اس نے سارے سفر میں میرا بہت خیال رکھا اور مہمان نوازی کی جب میں اُترنے لگا تو دروازے میں کھڑے ہو کر اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "نٹو ان یور لینگویج کافی (اِینف)" یعنی اب سفر کافی ہو گیا اس طرح کی چھوٹی چھوٹی باتیں بعض اوقات سفر کو خوشگوار بنا دیتی ہیں۔

۱۹۸۵ء میں مجھے امریکہ جانے کا اتفاق ہوا۔ واپسی پر نیویارک سے جب لندن ہیتھرو ائر پورٹ پر پہنچا تو ویزا آفیسر نے پوچھا کتنا ویزا درکار ہے میں نے عرض کیا ۳ ماہ کا دے دیں اس نے کہا ایک ماہ کا ملے گا جس پر میں نے اس سے کہا...

"تم لوگ ہمارے ملک پر سو سال تک حکومت کرتے رہے اور میں نے تم لوگوں کو کچھ بھی نہیں کہا اور اب تم مجھے اپنا ملک صرف تین ماہ تک دیکھنے کی اجازت نہیں دے

رہنے اس بات کا اس پر اتنا اثر ہوا کہ اس نے مجھے ۶ ماہ کا ویزا دے دیا۔"

ہمارے ملک میں اگر کوئی شخص "چوہدری" اپنے نام کے ساتھ لکھے تو ہم انگریزی میں اس کا مخفف "سی ایچ" لکھتے ہیں۔ ۱۹۸۲ء میں سپین کے سفر کے دوران ہمارے بزرگ چوہدری فتح محمد صاحب بھی سفر کر رہے تھے اور ان کے نام سے پہلے "سی ایچ" لکھا ہوا تھا چنانچہ جب ہم سپین کے شہر مالاگا سے پیرس آئے تو وہاں عارضی قیام کے بعد لندن جانا تھا پیرس ائیرپورٹ پر چیکنگ کے دوران ہمیں تو فارغ کر دیا لیکن چوہدری صاحب کو روک لیا اور ان سے پوچھا کہ آپ کے ساتھ کتنے بچے سفر کر رہے ہیں چوہدری صاحب نے کہا کوئی نہیں۔ امیگریشن آفیسر نے کہا کہ آپ کے نام کے ساتھ سی ایچ لکھا ہے جس کا مطلب چلڈرن یعنی بچے ہوتا ہے۔ تب ہم نے کہا کہ یہ تو ہمارے ملک میں چوہدری کا مخفف ہے اس طرح اس نے اور ہم نے خوب لطف اٹھایا۔

قرطبہ شہر میں عالم اسلام کی مشہور مسجد قرطبہ ہے جو اپنے وقت میں بہت خوبصورت اور عالیشان مسجد تھی لیکن مسلمانوں کے زوال کے بعد اس کی حالت تبدیل کر دی گئی ہے اور اب یہ حالت ہے کہ کوئی مسلمان وہاں نماز بھی ادا نہیں کر سکتا بلکہ انہوں نے محراب کے باہر لوہے کی زنجیر لگا دی ہے تاکہ کوئی مسلمان وہاں نماز ادا نہ کر سکے۔ ہم اپنے سفر کے دوران اپنے وقت کی مشہور و معروف تاریخی مسجد قرطبہ بھی دیکھنے گئے جس سے پتہ چلا کہ قرون اولیٰ میں مسلمان خدا کے نام کی خاطر کس طرح محبت سے مسجدیں تعمیر کیا کرتے تھے ہم نے محراب کے سامنے کھڑے ہو کر رب العالمین کے حضور دعا کی توفیق پائی جس پر کوئی پابندی نہیں ہے۔

عام طور پر جو افراد بیرون ملک سفر پر جاتے ہیں وہ پینٹ شرٹ یا انگریزی لباس پہننے کو ترجیح دیتے ہیں میں نے سفر پر جانے سے پہلے سوچا کہ پاکستانی لباس پہن کر جانا چاہیے تاکہ پاکستان کی شناخت ہو سکے چنانچہ یورپ کے تمام ممالک اور امریکہ، کینیڈا وغیرہ میں کسی نے اس لباس کو ناپسند نہیں کیا بلکہ بعض جگہوں پر تو لوگوں نے حیرت اور خوشی سے پوچھا کہ یہ کس ملک کا لباس ہے میں نے ہر بار کہا کہ یہ شلوار قمیض اور اچکن پاکستان کا لباس ہے۔

بعض قوموں اور ملکوں کی بعض روایات ہوتی ہیں جن پر وہ سختی سے عمل کرتے ہیں جب ہم مصر کے شہر قاہرہ میں تھے تو دوران سیر ابوالہول اور اہرام مصر دیکھنے کے بعد پرفیوم ری محل دیکھنے کا اتفاق ہوا جس میں خوشبوؤں کا کاروبار ہوتا ہے ہر قسم کی خوشبو وہاں فروخت کے لئے پیش کی جاتی ہے آپ کوئی خوشبو خریدیں یا نہ خریدیں وہ ہر ایک کی تواضع کرتے ہیں پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ عربوں میں مہمان نوازی لازمی ہے اور یہ ہماری روایت ہے۔ اس لئے آپ کو بھی کچھ نہ کچھ کھانا پڑے گا چنانچہ ہم نے وہاں کھجوریں کھائیں اور قہوہ پیا۔ اس کے بعد قاہرہ کو رات کے وقت دیکھا جس کا اپنا ہی مزہ ہے کیونکہ قاہرہ روشنیوں کے شہر کے طور پر مشہور ہے۔

ہر سفر میں ایسے مناظر دیکھنے کا موقع ملتا ہے جو یادگار بن جاتا ہے۔ ایسا ہی ۱۹۹۰ء کے لندن کے سفر کے دوران کراچی کی لاؤنج میں بیٹھے پرواز کا انتظار کر رہے تھے کہ جناب عالم چینا صاحب سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ خدا تعالیٰ کی قدرت کے نظارے بہت عجیب و غریب نظر آئے اور تخلیق انسانی پر غور کرنے کا موقع ملا کہ خدا تعالیٰ کی ہر چیز میں اس کی شان اور حکمت نظر آتی ہے۔

اگست ۱۹۸۰ء کا واقعہ ہے کہ میں لندن سے کوپن ہیگن ڈنمارک بذریعہ ہوائی جہاز آیا یہاں ایک ٹوولی شو سالہا سال سے لگتا ہے جسے دیکھنے کے لئے دنیا سے مختلف قسم کے لوگ مختلف ممالک سے آتے ہیں میں بھی اس شو کو دیکھنے کی غرض سے گیا گھوم پھر کر شو کے تمام لوازمات دیکھے واپسی پر دیکھا کہ ایک لڑکی سنگترے کا جوس فروخت کر رہی تھی میرا مشرقی لباس دیکھ کر اس نے السلام علیکم کہا اور پھر کہا کیا حال ہے؟ میں نے اس سے جوس لیا اور پوچھا کہ تمہیں اردو زبان کس نے سکھائی ہے تو وہ بولی کہ میرے پڑوسی پاکستانی ہیں انہوں نے مجھے تین لفظ سکھائے ہیں دو میں بول چکی ہوں اور تیسرا "خدا حافظ" ہے جس ملک میں آپ کو زبان نہ آتی ہو وہاں آپ کی زبان کوئی بولے اور پھر بولنے والے کا محبت بھرا تلفظ ہو تو وہاں اپنا ملک اور اپنی زبان بہت یاد آتی ہے۔

جولائی ۱۹۸۰ء میں امریکہ جانے کا اتفاق ہوا مجھے مسافت کا بالکل علم نہیں تھا میرے خیال میں لندن سے امریکہ اتنی دور تھا جتنا ریگل چوک سے انارکلی ہے جب سفر کیا تو معلوم ہوا کہ لندن سے امریکہ کا فاصلہ کراچی سے لندن کے فاصلے سے بھی زیادہ ہے۔ خیر نیویارک جے ایف کینیڈی ائیرپورٹ پر میرے ہم سفر کے دوست ہمیں لینے آئے تھے انہوں نے مجھ سے پوچھا آپ نے کہاں جانا ہے؟

ہم آپ کو وہاں اتار دیں گے میں نے کہا بروک لین میں میرا دوست رہتا ہے مجھے وہاں پہنچا دیں چنانچہ وہاں پہنچانے کے بعد واپسی پر وہ اپنا فون نمبر اور ایڈریس بھی دے گئے۔ وہاں معلوم ہوا کہ میرا دوست تو موجود نہیں ہے۔ میں نے وہاں ایک بجے دوپہر سے شام ۸ بجے تک انتظار کیا۔ بھوک بھی سخت لگی تھی۔ اس علاقہ میں سیاہ فاموں کی اکثریت ہے۔ سڑک پر آکر دیکھا تو سیاہ فام لوگ شراب پی رہے تھے۔ اور ہوٹنگ بھی کر رہے تھے۔ آخر قریبی پیٹرول پمپ پر جا کر جو میرے ہم سفر تھے۔ ان کے بھانجے سے بات ہوئی جو وہاں ماہر امراض قلب ہیں ان کو ساری تفصیل بتائی چنانچہ انہوں نے مجھے اپنے گھر کا راستہ بتا دیا۔ یاد رہے فون بوتھ پر فون کرنے سے پہلے میں نے جائزہ لیا تو فون ملانے کے لئے ریزگاری نہیں تھی لہذا زیرو نمبر ڈائل کر کے آپریٹر کو بتایا کہ میرے پاس پیسے نہیں ہیں چنانچہ میں نے اپنے میزبان ڈاکٹر صاحب کے بارے میں آپریٹر کو بتایا اس نے ایکسچینج سے انہیں فون کیا کہ ایک صاحب آپ کو فون کرنا چاہتے ہیں کیا آپ اس کے پیسے ادا کریں گے انہوں نے کہا ہاں ٹھیک ہے اور اس طرح میری ڈاکٹر صاحب سے بات ہوئی اس طرح فون کرنے کو کلکٹ کال کہتے ہیں۔ جو میرے تجربے میں اضافہ تھا ✦

بقیہ صفحہ ۱: - لیکن خدا کہتا ہے آپ سے بھی تقاضے کرتا ہے۔ ان کو پورا کرنا چاہئیے اور پھر توکل کرنا چاہئیے۔ جو واقعہ میں بیان کر رہا ہوں اس کا جو اصل مرکزی نکتہ ہے وہ اب بیان کرنا چاہتا ہوں۔

میں جب پاکستان سے چلا تھا تو ظاہر ہے دس ڈالر سے تو میں سیلون نہیں دیکھ سکتا تھا۔ میرے پاس تقریباً دو ہزار پاکستانی کرنسی تھی۔ مجھے بعض دوستوں نے جو سیلون آچکے تھے انہوں نے بتایا تھا کہ آپ پاکستانی روپیہ لے جائیں وہاں آپ کو شہر میں داخل ہوتے ہی آفیشل ریٹ سے بھی زیادہ روپیہ لوگ دیں گے۔ (ان دنوں پاکستانی روپیہ یہاں کے مقابل پر بہت مہنگا تھا) تو آپ کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ لیکن جب کراچی ائیرپورٹ پر امیگریشن والوں نے مجھے ایک فارم پر کرنے کیلئے دیا تو اس میں لکھا ہوا تھا کہ آپ کے پاس اپنے ملک کی کتنی کرنسی ہے۔ یہ فارم دراصل سیلون کی طرف سے تھا اور جہاز میں پر کروا کر ہوائی اڈے پر داخل کروانا تھا --- اب میرے لئے دو راستے تھے یا میں جھوٹ بولتا اور چھپا لیتا اور کہتا کہ میں داخل ہو جاؤں گا یا یہ فیصلہ کرتا کہ جھوٹ نہیں بولنا آگے اللہ کی مرضی ہے۔ سیلون میں نہیں داخل ہوتا تو نہ سہی۔ چنانچہ میں نے یہی مؤخر الذکر فیصلہ کیا اور میں نے فارم میں لکھ دیا کہ اتنے ہزار پاکستانی روپے میرے پاس موجود ہیں۔ جب میں نے فارم ائیرپورٹ پر دیا تو امیگریشن والوں نے اسی وقت پاکستانی کرنسی رکھوا لی اور کہا کہ آپ کو تو اندر جانے کی

۴ اجازت نہیں۔ میں نے کہا بہت اچھا۔ لیکن چونکہ یہ یقینی طور پر خدا کی خاطر تھا اس لئے مجھے یقین تھا کہ اگر اللہ چاہے تو آگے سیلون کے اندر داخل کروانا اور ہر انتظام کرنا اسی کا کام ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے ایسی حیرت انگیز مدد فرمائی جس کا میرا دماغ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا ✦

پاکستان کی ناکام فوجی بغاوت اور پس پردہ خوفناک سازش

(رشید احمد چوہدری لندن)

دیگر اقدامات کا اعلان

★ "فلم انڈسٹریز پر مکمل پابندی عائد کی جاتی ہے۔ بازاروں میں تمام ویڈیوز کی دکانوں کو سربمہر کر دیا گیا ہے ان دوکانوں کے مالکان کو بے حیائی و فحاشی پھیلانے کا ذمہ دار قرار دے دیا گیا ہے"۔

★ "خواتین کے لئے شرعی پردہ لازمی قرار دے دیا گیا ہے۔ پورے ملک میں کسی بھی جگہ عورت کی تصویر کو باقی نہیں رہنا چاہیئے"۔

★ "ڈش انٹینا، وی سی آر اور ٹی وی پر مکمل پابندی ہے۔ ہر طرح کا فلمی ریکارڈ ممنوع ہے۔ اس کی خلاف ورزی قانوناً جرم ہے"۔

★ "خاندانی منصوبہ بندی پر مکمل پابندی عائد کی جاتی ہے"۔

★ "ہر مسجد میں اذان و نماز کے اوقات ایک ہوں گے تاکہ نماز کے لئے دکانیں بند کرنا اور کرانا آسان ہو سرکاری طور پر اہتمام کیا گیا ہے کہ اذان ہوتے ہی دکانیں بند کرا دی جائیں گی۔

★ سرکاری دفاتر میں ہر چھوٹے بڑے ملازم کے لئے باجماعت نماز ادا کرنا لازمی قرار دے دیا گیا ہے۔ اس کی خلاف ورزی کرنا قانوناً جرم ہوگا۔ شہریوں کو اس کی خلاف ورزی میں قید یا جرمانہ دونوں کی سزا ہو سکتی ہے۔ سرکاری ملازمین کو قید اور ملازمت سے سبکدوشی کی سزا ہوگی"۔

★ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اہتمام علماء دین اور دینی مدارس کے علاوہ سرکاری ذمہ داری میں شامل کر دیا گیا ہے۔ اس نظام کی اصل نگرانی علماء کریں گے اور علماء کو اس کام کی نگرانی کے ساتھ ضروری اختیارات بھی دیئے جائیں گے جنہیں وہ حسب ضرورت استعمال کریں گے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے تمام کارکن چھوٹے اور بڑے لوگ علماء سے تربیت حاصل کرنے کے پابند ہوں گے"۔

★ "مساجد کو تمام پروگراموں میں تمام دینی اور اخلاقی تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے لاؤڈ سپیکر کے استعمال کی اجازت ہے۔ اس کے برعکس ہوٹلوں میں، بسوں میں، ویگنوں میں، ٹرک ٹرالیوں میں اور ٹریکٹروں پر لاؤڈ سپیکر کے استعمال پر پابندی عائد کی جاتی ہے۔ آج کے بعد کسی طرح کا کوئی فلمی یا عام گانوں پر مشتمل کیسٹ بجانا منع ہے۔ خلاف ورزی پر عبرتناک سزا دی جائے گی"۔

★ "اقلیتوں کو ملک کے اہم مناصب نہیں ملیں گے۔ اپنے دائرے میں اپنے دین و مذہب کے مطابق انہیں آزادی ہوگی کہ وہ اس پر عمل کریں گے لیکن اسلام کے خلاف اور شعائر اسلام کے خلاف جہراً یا سرّاً یا تحریراً تبلیغ کرنے کی اجازت نہیں ہوگی"

خطاب میں ان ملاؤں کی فہرست بھی دی گئی ہے تاکہ ان سے دینی معاملات میں رہنمائی حاصل کی جا سکے۔

(یہ تفصیلات اخبار جنگ راولپنڈی یکم جنوری ۱۹۹۶ء اور جنگ لندن ۴ جنوری ۱۹۹۶ء سے ماخوذ ہیں)

اب تک ظاہر ہونے والی ان تمام تفصیلات سے ہر کس و ناکس پر یہ بات خوب کھل جاتی ہے کہ اگر یہ سازش کامیاب ہو جاتی تو ملک میں ایک عام تباہی مچ جاتی تھی۔ اس سازش کی ناکامی یقیناً اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے اور اس کے فضل اور نصرت اور حفاظت کا ایک عظیم نشان۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۹ دسمبر ۹۵ء میں فرمایا:

"پس ایک بہت ہی خوفناک سازش جو پاکستان کے خلاف کی گئی تھی اس پر سے اسی سال ایک پردہ اٹھا ہے۔ اور میرے اس اظہار کے بعد کہ میرے نزدیک کوئی عظیم نشان بعد گیارہ پاکستان میں ظاہر ہونا ہے اس کا ایک پہلو تو ظاہر ہو گیا ہے، ایک نہایت خوفناک سازش فوجی بغاوت کی گئی تھی جو اس نوعیت کی تھی کہ ناممکن تھا کہ وہ اگر تھوڑی دیر کے لئے کامیاب ہوتی تو بغیر فساد کے بجھ سکتی۔ لازماً اس صورت میں پاکستان کی فوج میں خطرناک لڑائیاں شروع ہونی تھیں اور پاکستانی فوج کا مزاج اس سازش کو قبول کر ہی نہیں سکتا تھا۔ سارا ملک خانہ جنگی میں دھکیل دیا جاتا اور ان حالات میں کہ جب کشمیر کا فتنہ موجود ہے، ہندوستان اور پاکستان دونوں ایک دوسرے سے خطرات محسوس کر رہے ہیں، ان حالات میں اگر یہ واقعہ ہو جاتا تو ایک عام تباہی مچ جانی تھی، اس ملک کا کچھ بھی باقی نہ رہتا۔ پس اللہ کا بے انتہا احسان ہے کہ اس نے وقت کے اوپر ان دعاؤں کی تحریک میرے دل میں ڈالی اور ہمیں کچھ بھی علم نہیں تھا کہ سازش کیا ہو رہی ہے۔ مگر خدا تعالیٰ نے جس کی نظر تھی سازش کے ہر کونے پر، ہر گوشے پر اپنے اس وعدے کو پورا فرمایا کہ تمہیں پتہ ہی نہیں کہ دشمن تمہارے لئے کیا سوچتا ہے۔ مجھے پتہ ہے میں ہی تدبیر کرتا ہوں اس کے خلاف۔ ایک دفعہ پھر ثابت کر دیا کہ جماعت احمدیہ خدا کی حفاظت میں اور خدا کے امن کے سائے تلے ہے۔ ہمیں کچھ بھی خبر نہ ہو کہ دشمن کیا کر رہا ہے اور کیا تدبیریں کر رہا ہے، کیا سوچ رہا ہے اور خدا کے علم میں ہوتا ہے اور خدا ان تدبیروں کو ان کے منہ پر رد کر کے مارتا ہے اور انکی سازشوں کو ان پر الٹا دیتا ہے۔

پس وہ لوگ جو انتظار کر رہے ہیں کہ یہ نشان کب ظاہر ہوگا۔ ایک پہلو تو ظاہر ہو چکا ہے اور بڑی شان کے ساتھ ظاہر ہوا ہے۔

> دعائیں کریں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل کے ساتھ جیسے اس سازش کو ناکام بنایا ہے آئندہ اور سازشوں کو بھی جن کا ہمیں کچھ پتہ نہیں ان کو بھی ناکام بنا دے۔

اور اس کے اندر پلنے والی اور سازشیں بھی تھیں اور ان کا براہ راست جماعت سے تعلق تھا۔ اب وقت آئے گا تو جب پردے اٹھیں گے تو آپ دیکھیں گے کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے حیرت انگیز طور پر آسمان سے جماعت کی حفاظت کے سامان فرمائے ہیں ورنہ بہت ہی خطرناک حالات کا سامنا کرنا پڑتا۔ مگر وہ کرنا پڑتا بھی تب بھی جماعت کا کچھ نہ بگڑتا اس میں بھی مجھے ذرہ بھی شک نہیں ہے۔ مگر بہت تکلیف میں سے گزرنا پڑتا اس میں بھی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ غیب سے حالات پر نظر رکھ رہا ہے، غیب کے حالات پر نظر رکھ رہا ہے اور ہم عاجز بندوں کو جن کو کچھ بھی علم نہیں اپنی ذات پر گزرنے والے لمحے کے انجام کی بھی خبر نہیں ہمیں بسا اوقات ایسے خطرات سے آگاہ فرما دیتا ہے جن کے متعلق ہمارا وہم و گمان بھی نہیں ہوتا اور تفصیل بتائے بغیر دعاؤں کی طرف متوجہ کر دیتا ہے۔ اور دل میں ایک بات گاڑ دیتا ہے جو میخ کی طرح گڑ جاتی ہے کہ کچھ ہونے والا ضرور ہے اور اس کے مطابق جب مومن دعائیں کرتا ہے اور گریہ و زاری کرتا ہے تو پھر خود ہی غیب سے، آسمان سے فرشتوں کی فوجیں اتارتا ہے اور وہی عاجز، بے بس اور دفاع کی طاقت سے عاری مومنوں کی حفاظت فرماتے ہیں۔ پس یہ جو سلسلہ نشانات کا شروع ہوا ہے یہ ابھی اور آگے بڑھے گا"۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیر معمولی نصرت اور حفاظت کے اس نشان کو سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے الہام "بعد گیارہ انشاء اللہ" کے ساتھ متعلق قرار دیتے ہوئے حضور نے فرمایا:-

"اس کے علاوہ ایک اور بھی خیال آتا ہے کہ اگر اس کو ہجرت

کے ساتھ نہ باندھا جائے بلکہ اس سال کے ساتھ باندھا جائے جس سال شرارتوں نے آغاز پکڑا تو وہ ۸۴ء کا سال تھا۔ اس پہلو سے یہ ۹۵ء کا سال جو ختم ہو رہا ہے یہ گیارھواں سال بنتا ہے جو ختم ہوگا اور گیارھواں سال ختم ہونے کے بعد جو ۹۶ء کا سال ہے وہ بہت ہی برکتوں کا سال اور غیر معمولی کامیابیوں کا سال قرار پاتا ہے اگر میرا یہ استنباط درست ہے کیونکہ ظاہر بات ہے کہ الہام تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہے جو سو سال سے بھی پہلے نازل ہوچکا ہے۔ ہم استنباط کر رہے ہیں اور جہاں تک استنباط کا تعلق ہے اس کا ایک پہلو تو خدا نے بڑی شان سے پورا کر دیا۔ وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ یہ کس پہلو سے، کس طرح پورا ہوگا لیکن اچانک اللہ تعالےٰ نے دل میں ڈالی کہ تم تو انتظار کر رہے ہو وہ بات تو پوری ہوچکی ہے اور بہت بڑی سازش تھی، بہت ہی بھیانک سازش تھی، ملک کے ٹکڑے اڑا دینے تھے اس سازش نے، اللہ تعالےٰ نے بروقت متنبہ کر دیا فوج کو اور اس نے اپنے یونٹ فوج کی حیثیت سے اپنی شخصیت کو اور پاکستان کی حیثیت سے اس ملک کو بچانے کی فوراً مؤثر کاروائی کی ہے۔ شریروں نے بہت روکیں ڈالیں بہت ڈرانے دھمکانے کی کوششیں کیں، اسلام کا نام بیچ میں گھسیٹا کہ اس سے مرعوب ہو کر یہ جوابی انسدادی کاروائیوں سے ڈر جائیں گے مگر جیسے خدا ہمت دیتا ہے یا جس تقدیر کے تابع ایک بات کو کھولتا ہے لازماً اس کی پھر توفیق بھی عطا فرماتا ہے۔

تو اللہ تعالےٰ کا بے انتہا احسان ہے کہ اس نے پاک فوج کو اپنی اجتماعیت کو محفوظ کرنے کی توفیق بخشی اس فوج کے خلاف سازش کو کلیتۂ رد کر دینے کی توفیق بخشی اور جھوٹی دھمکیوں سے یہ مرعوب نہیں ہوئے۔ اور اس کے نتیجے میں پاکستان کو جو فائدہ پہنچا ہے جیسا کہ میں بیان کر رہا ہوں عام آدمی کو تصور نہیں ہے کہ کتنا بڑا خطرہ تھا اور کتنا بڑا فائدہ پہنچا ہے۔ بلا شبہ اس کے نتیجے میں فوج نے ٹکڑے ٹکڑے ہو جانا تھا جو ان لوگوں کی سکیمیں تھیں وہ سکیمیں جڑوں کے لحاظ سے گہری زیادہ نہیں تھیں چند آدمیوں کے دلوں میں اور چند مولویوں کے دلوں میں اس کی جڑیں تھیں۔ عام فوج کے مزاج سے بالکل مختلف مزاج تھا عام پاکستانی کے مزاج سے مختلف مزاج تھا جو اس انقلاب کو دیا جانا تھا اور ناممکن تھا کہ فوج کی اعلیٰ سیادت اس کو قبول کر لیتی۔ اس لئے کہ وہ کور کمانڈر کے لیول پر اور اسی طرح بڑے بڑے جرنیلوں کی سطح پر وہ لوگ اس سازش میں نہ صرف یہ کہ شریک نہیں تھے ان کو ہوا تک نہیں لگی تھی۔ چند غیر ذمہ دار آدمیوں نے مل کر یہ سازش کی اور ان کا خیال تھا کہ اسلام کے نام پر جب اس سازش کا انکشاف کریں گے تو مولوی جو ہمارے ساتھ لگے ہوئے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ بلے بلے تم چلو آگے بڑھو ہم تمہارے ساتھ ہیں اچانک یہ قوم کو آواز دیں گے اور قوم کہے گی عظیم انقلاب برپا ہوگیا۔ ایسی جاہلانہ خواب تھی کہ جس کا پارہ پارہ ہونا لازم تھا میں صرف اس لئے یہ نہیں کہہ رہا وہ سازش مٹ گئی اور ظاہر ہوگئی میں یہ بتا رہا ہوں کہ اگر یہ کامیاب ہوتی تو ان معنوں میں کامیاب ہوتی کہ فوج کو پارہ پارہ کر دیتی اور ملک کے ٹکڑے اڑا دیتی یہ اتنی بڑی سازش، اتنی خطرناک سازش اللہ تعالےٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ جماعت احمدیہ کی دعاؤں سے ٹلی ہے اور وہ دعاؤں کا سلسلہ ابھی جاری ہے اور جاری رہنا چاہئے .....

پس مزید دعائیں کریں تاکہ یہ قوم جو تباہی سے بچائی گئی ہے کسی مقصد کے لیئے بچائی جائے اور وہ مقصد تبھی پورا ہو سکتا ہے جب یہ کثرت کے ساتھ جماعت احمدیہ کی جھولی میں آئے اور امن کے سائے تلے آجائے اور اس ملک سے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے نور کے غلبے کے لیئے ایک عظیم الشان تحریک اٹھے۔ یہ وہ مثبت باتیں ہیں جن کی طرف میں آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ دعائیں کریں اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل کے ساتھ جیسے اس سازش کو ناکام بنایا ہے آئندہ اور سازشوں کو بھی جن کا ہمیں کچھ پتہ نہیں ان کو بھی ناکام بنا دے اور خدا تعالےٰ کی جوابی کاروائی بڑی شان کے ساتھ احمدیت کے حق میں پے در پے ظاہر ہونے لگے یہاں تک کہ جیسے کہتے ہیں کانوں تک راضی ہوگئے ہم سر کی چوٹی تک خدا کے انعامات اور احسانات میں ایسے ڈوب جائیں کہ گویا شکر میں تحلیل ہو جائیں۔ اس تصور کے مزے لیتے ہوئے اس کے چسکے لیتے ہوئے اپنی دعاؤں کو آگے بڑھائیں۔ اللہ تعالےٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے اور ہماری دعاؤں کو خود ہی اثر عطا کرے اور ان دعاؤں کی قبولیت کی شان ہم آسمان سے برستے ہوئے دیکھیں"۔

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل ۱۶ فروری ۱۹۹۶ء)

جلسہ ہائے یوم مصلح موعود

۲۰؍فروری کو بھارت کی جماعتوں نے یوم مصلح موعود کے سلسلہ میں جلسوں کا انعقاد کیا اور اپنی مساعی جمیلہ کی خوش کن تفصیلی رپورٹیں بغرض اشاعت بھجوائیں تنگئ صفحات کے سبب ان جماعتوں اور ذیلی مجالس کے نام بغرض دعا شائع کئے جاتے ہیں جلسوں میں شرکت کرنے والوں اور حصہ لینے والوں کے علم و ایمان میں اللہ تعالےٰ برکت عطا فرمائے آمین۔

جماعت احمدیہ قادیان، کلکتہ، بنگلور، سونگھڑہ، یادگیر، کرڈاپلی، کلینی، سورو، شموگہ، کانپور، پلنگاڈی، بسنہ پردہ، ساگر، امروہہ، کٹک، کوریل لجنہ اماء اللہ قادیان، کٹک منڈاسگر، شاہجہانپور، مجلس انصار اللہ یادگیر، خدام الاحمدیہ کالابن لوہارکہ،

رمضان المبارک کے لیل و نہار

جماعت احمدیہ کوریل، کالابن لوہارکہ (جموں و کشمیر) اور پتہ پریم (کیرلہ) نے رمضان میں ہونے والی مساعی کا یوں ذکر کیا ہے کہ نماز تراویح، درس قرآن و حدیث نماز تہجد کا سلسلہ جاری رہا جس میں مرد و زن اور بچوں نے ذوق و شوق سے حصہ لیا۔ کوریل اور نزدیکی بستی کے احمدی و غیر احمدی بچوں میں نقدی اور مٹھائی تقسیم کی گئی۔ جماعت کالابن نے صبح جگانے اور دو جگہ نماز تراویح پڑھانے کا خصوصی انتظام کیا۔

ولادت: ★ خاکسار کے ہاں ۲۴؍نومبر ۹۵ء کو بیٹا پیدا ہوا ہے حضور انور ایدہ اللہ نے بچے کا نام مصباح الدین تجویز فرمایا ہے عزیز وقف نو میں شامل ہے۔ اعانت بدر -/۵۰ Rs (ایم اے زین العابدین معلم وقف جدید)

★ مکرم ڈاکٹر دلاور خان صاحب کے ہاں ۲۱ فروری بروز عید الفطر بچی پیدا ہوئی ہے۔ جس کا نام امۃ الشافی ایمن تجویز کیا گیا ہے اور وقف نو (۱۲۵۸) میں شامل ہے عزیزہ مکرم بہادر خانصاحب مرحوم درویش قادیان کی پوتی اور مکرم گیانی عبد اللطیف صاحب درویش قادیان کی نواسی ہے۔

دونوں بچوں کی صحت، تندرستی درازی عمر اور قرۃ العین ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

درخواست دعا: مکرم مولوی عبد الرؤف صاحب سرکل انچارج علاقہ کرناٹک ان دنوں جلدی امراض سے بیمار ہیں انکی کامل شفایابی اور میرے لڑکے طارق بشیر کے امتحان میں کامیابی کے لیئے درخواست دعا ہے (نصیر احمد خادم)

بدھوں میں تبلیغ اسلام

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جب ۱۹۸۳ء میں سری لنکا کے دورے پر تشریف لے گئے تو وہاں جماعت کی مجلس شوریٰ میں (جو اکتوبر ۱۹۸۳ء کو ہوئی) حضور ایدہ اللہ نے احباب جماعت کو بدھوں میں تبلیغ اسلام کی طرف خصوصیت سے توجہ دلاتے ہوئے بعض بنیادی امور کا ذکر فرمایا جن کا بدھوں میں تبلیغ کے وقت خصوصیت سے پیش نظر رکھنا نہایت ضروری ہے اور اس سلسلہ میں اپنا ایک نہایت ایمان افروز تجربہ بھی بیان فرمایا

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس خطاب کی رپورٹ مکرم یوسف سلیم ملک صاحب نے ہمیں بھجوائی ہے جو ہدیہ قارئین ہے۔ امید ہے کہ داعیان الی اللہ اس سے بھرپور استفادہ کریں گے۔ (مدیر)

ساڑھے سات بجے شام مجلس شوریٰ کا دوسرا اور آخری اجلاس تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا جو مکرم مولانا محمد عمر صاحب مبلغ سلسلہ نے کی۔ اس کے بعد حضور نے فرمایا آج مجلس شوریٰ کے پہلے اجلاس میں تبلیغی امور پر گفتگو ہوتی رہی لیکن تعجب کی بات ہے کہ سری لنکا میں بدھوں کی بھاری اکثریت ہے۔ لیکن بدھوں میں تبلیغ سے متعلق کسی نے بھی اظہار رائے نہیں کیا۔ آج جب پریس انٹرویو تھا اس وقت مجھے سمجھ آئی کہ اصل کمزوری کیا ہے۔ یہاں کی جماعت میں سے اکثر کو بدھوں کی زبان بالکل نہیں آتی معلوم ہوتا ہے دوست آپس میں تامل بولتے رہتے ہیں اور یہ سوچا ہی نہیں کہ بدھ قوم کو اس وقت تک تبلیغ ہو ہی نہیں سکتی جب تک سنگالیز نہ سیکھیں۔

حضور نے فرمایا یہاں جو بدھ بستے ہیں ان کی مثال اس کنواری کی طرح ہے جس کے متعلق یہ پیش گوئی تھی کہ مسیح موعودؑ کا بعض کنواریاں انتظار کریں گی اور یہ پیش گوئی تمثیلاً پوری ہونی ہے کنواری سے مراد ایسی قومیں ہیں جن تک اسلام کا پیغام نہیں پہنچا اور وہ منتظر بیٹھی ہیں کہ کب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو پیغام پہنچے تو ان کے گھر میں شادی منائی جائے۔

جہاں تک بدھ اسٹوں کے لئے لٹریچر کا تعلق ہے اس کی طرف بھی انشاء اللہ ہم توجہ کریں گے۔ بلکہ پہلے سے اس پر کام شروع کروایا جا چکا ہے۔ میں نے ریویو آف ریلیجنز کے پرانے رسالے نکلوائے ہیں ان میں سے بدھ ازم کے متعلق مضمون انتخاب کروائے جا رہے ہیں۔ بدھوں تک اسلام کی تبلیغ پہنچانے کے لئے پہلے جو کوششیں ہو چکی ہیں ان کو سامنے رکھ کر انشاء اللہ نیا لٹریچر تیار کروایا جائے گا۔

بدھوں میں تبلیغ کا بنیادی نکتہ

حضور نے فرمایا میرے نزدیک بدھوں میں تبلیغ کرنے میں اصل ضرورت دو چیزوں کی ہے۔ اول یہ کہ ان کی زبان آتی ہو اور دوسرے یہ کہ ان کو تبلیغ کرنے والا باخدا انسان ہو یعنی اللہ تعالیٰ سے اس کا تعلق ہو۔ یہ دو چیزیں ہوں تو آپ آسانی کے ساتھ بدھوں میں تبلیغ کر سکتے ہیں کسی اور چیز کی ضرورت نہیں۔ پس بدھوں سے تبلیغ کے وقت بنیادی بات صرف یہی موضوع بحث رہنی چاہیئے کہ خدا ہے یا نہیں۔ اگر آپ ان کو خدا کا قائل کر لیں تو آپ کی فتح ہی فتح ہے۔ آپ ان کے دل جیت لیں گے اگر خدا کی بات نہ کریں اور مذہبی تعلیمات کا مقابلہ شروع کر دیں تو کبھی بھی آپ بدھوں کو قائل نہیں کر سکتے۔

ایک دلچسپ سفر کی ایمان افروز سرگزشت

میں جب ۱۹۶۵ء میں پہلی دفعہ سیلون آیا تھا (اس وقت تک اس ملک کا نام سری لنکا نہیں رکھا گیا تھا) تو مجھے اس کا ایک دلچسپ تجربہ ہوا۔ چنانچہ میں جس ہوائی جہاز میں بیٹھ کر سیلون پہنچا اس کو کولمبو کے قریب طوفان کا سامنا ہوا اور وہ طوفان اتنا خطرناک تھا کہ جہاز کا عملہ بھی خوفزدہ ہو گیا طوفان کی وجہ سے موسم بہت زیادہ خراب ہو گیا۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ سارے جہاز والوں نے شور مچا دیا۔ کوئی چیخیں مار رہا تھا اور کوئی کچھ کہہ رہا تھا اور میں اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا۔ اس وقت تک مجھے علم نہیں تھا کہ میرے ساتھ دوسری سیٹ پر کون بیٹھا ہوا ہے لیکن جب ہم اس طوفان میں سے گزر گئے اور سکون ہو گیا اور کولمبو ائر پورٹ پر بخیریت اترنے لگے تو میرے ساتھی نے مجھ سے انگریزی میں پوچھا کہ آپ کون ہیں۔ میں نے مختصر تعارف کرایا کہ میں مسلمان ہوں اور جماعت احمدیہ سے تعلق رکھتا ہوں اور پاکستان سے آ رہا ہوں اس پر اس نے مجھ سے کہا کہ آپ تو مسلمان نہیں لگتے کیونکہ جہاز میں اور بھی مسلمان مسافر سفر کر رہے ہیں اور خوف سے ان سب کی چیخیں نکل گئی تھیں۔ لیکن آپ تھے کہ بڑے آرام سے بیٹھے رہے آخر آپ نے کیوں شور نہیں مچایا اور واویلا نہیں کیا۔ میں نے اس کو جواب دیا کہ میں مسلمان صرف خیالی نہیں بلکہ دل کی گہرائی سے مسلمان ہوں اور ایک زندہ خدا کے وجود کا قائل ہوں اور ہمارے نزدیک موت کوئی حیثیت نہیں رکھتی مگر ایک عارضی چیز ہے جس کے بعد ہمیشہ کی زندگی ہے۔ یہاں رہیں یا وہاں رہیں خدا کے پاس ہی جانا ہے۔ خدا دونوں جگہ ساتھ ہے بلکہ دوسری زندگی بہت بہتر ہے اس لئے میرے لئے ڈرنے کا کوئی سوال نہیں تھا۔

اس بات کا اس کے دل پر بڑا گہرا اثر پڑا اور اس نے سمجھا کہ کوئی ایسا آدمی ملا جو خدا پر اس طرح اٹل یقین رکھتا ہے۔ چنانچہ اس نے اپنا تعارف کرایا کہ میں سیلون کے محکمہ ہاؤسنگ اور سوشل ویلفیئر کا ڈپٹی منسٹر ہوں اور کینڈی کا رہنے والا ہوں۔ اس نے اصرار کیا کہ میں کینڈی میں اس کے گھر ضرور ایک ہفتہ کے لئے مہمان ٹھہروں۔

ایک عجیب حسن اتفاق
خدا تعالیٰ کی غیبی مدد

اب عجیب اتفاق یہ ہے کہ جب میں پاکستان سے چلا تھا تو مجھے لوگوں نے بتایا تھا کہ کینڈی سیلون کی سب سے خوبصورت جگہ ہے وہاں ضرور جانا لیکن فارن ایکسچینج کی ان دنوں بہت دقت تھی۔ مجھے گورنمنٹ نے سیلون آنے کے لئے صرف دس ڈالر دئے تھے اور جو پاکستانی روپیہ تھا وہ میں نے پہلے ہی DECLARE کر دیا تھا اور امیگریشن والوں نے وہیں رکھوا لیا تھا اب دس ڈالر میں تو کینڈی جانے کا خرچ برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ میں نے اس سیلونی ڈپٹی منسٹر سے کوئی ذکر نہیں کیا تھا لیکن اس نے مجھے دعوت دی کہ کینڈی آئیں اور ہمارے گھر مہمان ٹھہریں تو میں تو پہلے ہی تیار بیٹھا تھا، میں نے اس کی دعوت کو فوراً قبول کر لیا۔ میرا آدھا مسئلہ تو حل ہو گیا لیکن اب سوال تھا کہ میں سیلون کے اندر داخل کس طرح ہوں اور رہوں کہاں۔

جب میں کولمبو ائر پورٹ پر اترا تو پتہ یہ چلا کہ امیگریشن والوں کے قانون بڑے سخت ہیں اور جس کے پاس زیادہ ڈالر نہ ہوں اس کو داخل نہیں ہونے دیتے چنانچہ امیگریشن والے مجھے کہنے لگے تم تو اندر جا ہی نہیں سکتے B.O.A.C کا جو اگلا جہاز کراچی جا رہا ہے اس میں ہم تمہیں واپس بھجوا رہے ہیں جبکہ ادھر خدا نے مجھے کینڈی کی دعوت بھی دلوا دی تھی۔ میں حیران کھڑا تھا کہ اب میں کس طرح سیلون میں داخل ہوں گا۔ وہ ڈپٹی منسٹر صاحب بے چارے بہت شریف آدمی تھے انہوں نے بڑی مدد کی اور کلیرنس کے لئے بڑی کوشش کی لیکن اجنبی آدمی کے لئے ظاہر ہے وہ ذاتی طور پر خرچ برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ انہوں نے امیگریشن والوں کو بہت سمجھایا لیکن کوئی ان کی بات مان نہیں رہا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک سبق دینا تھا۔ اتنے میں اچانک لاؤڈ سپیکر سے اعلان ہوا کہ کوئی شخص مرزا طاہر احمد کا انتظار کر رہا ہے۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے ان کا نام مسٹر رابرٹ تھا جنہوں نے اعلان کروایا تھا۔ میں

ان کو پہلے نہیں جانتا تھا۔ مجھے بعد میں پتہ چلا کہ ان کا کولمبو میں ANIMAL FEED بنانے کا کارخانہ ہے۔ وہ سنگھالیز عیسائی تھے اور بہت امیر آدمی تھے۔ بہرحال اعلان یہ ہوا کہ کوئی مرزا طاہر احمد یہاں ہے تو فوری مجھ سے رابطہ کرے۔ وہ آدمی بھی سن رہا تھا جو مجھ سے بحث کر رہا تھا کہ تمہیں واپس جانا پڑے گا۔ اس نے اشارہ کر کے اس کو بلایا اور کہا کہ یہ مرزا طاہر احمد کھڑا ہے۔ اس نے کہا آپ کے لئے میں نے ہوٹل میں انتظام کر دیا ہے آپ تشریف لائیں۔ امیگریشن والے آدمی نے کہا کہ میں تو اس کو اندر جانے ہی نہیں دے رہا کیونکہ اس کے پاس پیسے نہیں ہیں۔ اس نے کہا پیسے کیوں نہیں میں ذمہ دار ہوں۔ ابھی مجھ سے دستخط کرا لو اور فوراً اندر جانے دو۔ چنانچہ اس نے مسٹر رابرٹ کی تصدیق لی اور میرے سیلون میں داخل ہونے کا فوراً انتظام ہو گیا۔ اور میں حیران تھا کہ یہ کیا تماشا ہو رہا ہے۔ میں نے کبھی مسٹر رابرٹ کا نام بھی نہیں سنا تھا میں نے کہا کہ کہیں غلطی تو نہیں لگ گئی لیکن اتنے یقین سے اس نے کہا کہ میں اسی کی موٹر میں بیٹھ کر پھر ہوٹل پہنچ گیا۔

خدا کا خاص فضل اور ایک معجزانہ نشان

وہ ڈپٹی منسٹر صاحب بڑے حیران یہ تماشا دیکھ رہے تھے کہ یہ عجیب واقعہ ہے۔ ایک آدمی خدا پر یقین رکھتا ہے اور اچانک خدا اس کی اعجازی مدد بھی کر دیتا ہے۔ اس بات کا اس کے دل پر مزید گہرا اثر پڑا۔ جب وہ مجھ سے جدا ہوئے تو ان کو واقعی سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ یہ ماجرا کیسے ہوا اور ادھر میں بھی کم حیران نہیں تھا۔ بہرحال مجھے یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ نے انتظام فرمایا ہے لیکن یہ اچنبھی سی دل کو لگ گئی تھی کہ کس طرح یہ فضل ہوا۔ آخر میں نے مسٹر رابرٹ سے پوچھا میں نے کہا آپ بتائیں میں تو آپ کو جانتا تک نہیں، آپ کو یہ کس طرح خیال آیا۔ انہوں نے جو واقعہ سنایا اس سے مسئلہ حل ہو گیا۔ لیکن اس میں بھی خدا کا خاص فضل اور ایک معجزانہ نشان شامل تھا

پاکستان سے جب میں چلا ہوں تو ہمارے ایک دوست شیخ عبدالحفیظ صاحب مرحوم کراچی میں ہڈیوں کا کاروبار کرتے تھے اور وہ ہڈی کا پوڈر سیلون بھی بھجواتے تھے۔ شیخ صاحب کے مسٹر رابرٹ کے ساتھ کاروباری مراسم تھے۔ جب میں کراچی سے چلنے لگا تو شیخ صاحب کو خیال آیا کہ شاید مجھے سیلون میں کوئی ضرورت پیش آ جائے انہوں نے اپنے دوست مسٹر رابرٹ کو تار دی کہ مرزا طاہر احمد فلاں فلائٹ سے سیلون آ رہا ہے اس سے مل لینا اور اگر اس کو کوئی ضرورت ہو تو اس سے پوچھ لینا۔ لیکن عجیب بات ہے کہ وہ اتوار کا دن تھا اور اتوار کے دن ہفتہ وار چھٹی ہونے کی وجہ سے تاریں ڈیلیور (DELIVER) نہیں ہوتیں۔ یہ مجھے مسٹر رابرٹ نے بتایا۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک تار والا نہ صرف واقف بلکہ میرا دوست بھی تھا اس نے تار وصول کر کے مجھے فون کیا کہ ایک تار آپ کو کل DELIVER ہونی ہے لیکن میں فون پر آپ کو بتا دیتا ہوں کہ ایک شخص آ رہا ہے مرزا طاہر احمد کے نام سے اور وہ فلاں فلائٹ سے یہاں پہنچے گا۔

مسٹر رابرٹ کہتے ہیں جب میں نے یہ پیغام سنا تو فوراً اٹھ کر چل پڑا۔ میرے دماغ میں یہ خیال بھی آیا کہ آپ نے اپنے رہنے کی جگہ بک نہیں کروائی ہو گی۔ اس لئے میں نے ہوٹل میں آپ کی بکنگ بھی کروا دی۔ چنانچہ اس طرح اللہ تعالیٰ نے سیلون میں میرے داخل ہونے کا بھی انتظام فرما دیا اور رہنے کا بھی۔ اور اس کو جب پتہ لگا کہ میں کینڈی جا رہا ہوں تو اس نے میرا خود ہی ٹکٹ لے کر بکنگ کروا دی۔ اور اس طرح سارے انتظامات کسی شخص سے کچھ مانگے یا کہے بغیر خدا تعالیٰ نے خود فرما دیئے۔

توکل علی اللہ اور اسکا مرکزی نقطہ

اس سارے واقعہ کے پیچھے ایک چھوٹا سا راز ہے جو میں بتانا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ رہے گا خدا آپ کو اپنی قدرت کے کرشمے بھی دکھائے گا۔ اور جب آپ بدھوں میں تبلیغ کریں گے تو آپ کی غیر معمولی مدد بھی فرمائے گا۔

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

تندرستی ہزار نعمت ہے

BODY GROW GYM
SANTOSH NAGAR

ARROW GYM
CHANDRAN GUTTA

چیف کوچ:۔ محمد عبدالسلیم نیشنل باڈی بلڈر۔ حیدرآباد

وزن کم کرنے، بڑھانے، موٹاپا دور کرنے کے سلسلہ میں تمام کی جانے والی ایکسر سائز اور خوراک، باڈی بلڈنگ کر رہے احباب شیڈول کیلئے (باڈی ویٹ ساتھ لکھیں) مستورات سلم باڈی کیلئے معلومات حاصل کریں۔ باڈی ویٹ بڑھانے یا کم کرنے کیلئے BODY GROW پوڈر دستیاب ہے

مکمل معلومات کیلئے اس پتہ پر رابطہ قائم کریں۔

M.A. SALEEM (BODY BUILDER), H.NO.18-2-888/10/71
NIMRA COLONY, FALAKNUMA POST.-500253.
HYDERABAD -(A.P.) INDIA (040-219036. فون رہائش

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

الرّحیم جیولرز

پروپرائیٹر سید شوکت علی اینڈ سنز

پتہ:۔ خورشید کلاتھ مارکیٹ۔ حیدری، ناظم آباد۔ کراچی۔ فون:۔ ۶۶۲۹۷۷۳

طالب دعا محبوب عالم ابن محترم حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم

M/S NISHA LEATHER

SPECIALIST IN LEATHER BELTS, LEATHER LADIES AND GENTS BAG, JACKETS, WALLETS ETC.

19A, JAWAHAR LAL NAHRU ROAD
CALCUTTA-700081.

Star ★ CHAPPALS.

PHONE :- 543105

WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS.

105/661, OPP. BLOCK NO-7 FAHIMABAD COLONY
KANPUR-1 PIN-208001.

C.K. ALAVI

RABWAH WOOD INDUSTRIES.

MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM-679339.
(KERALA)

TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE.

PHONES-28-3287

PRIME AUTO PARTS

HOUSE OF GENUINE SPARES

AMBASSADOR & MARUTI

P.48 PRINCEP STREET
CALCUTTA - 700072.

بقیہ اداریہ صفحہ نمبر ۲

یعنی مرد و عورت ہر دو کو نظریں نیچی رکھنے کی تعلیم اور عورت کو اپنی زینت چھپانے اور پردہ کرنے کی مزید تعلیم دی ہے اس ضمن میں بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا خوب فرمایا ہے۔

"یورپ کی طرح بے پردگی پر بھی لوگ زور دے رہے ہیں لیکن یہ ہرگز مناسب نہیں یہی عورتوں کی آزادی فسق و فجور کی جڑ ہے جن ممالک نے اس قسم کی آزادی کو روا رکھا ہے ذرا ان کی اخلاقی حالت کا اندازہ کرو اگر اس کی آزادی اور بے پردگی سے ان کی عفت اور پاکدامنی بڑھ گئی ہے تو ہم مان لیں گے کہ ہم غلطی پر ہیں لیکن یہ بات بہت ہی صاف ہے کہ جب مرد اور عورت جوان ہوں اور آزادی اور بے پردگی بھی ہو تو ان کے تعلقات کس قدر خطرناک ہوں گے بد نظر ڈالنی اور نفس کے جذبات سے اکثر مغلوب ہو جانا انسان کا خاصہ ہے۔ پھر جس حالت میں کہ پردہ میں بے اعتدالیاں ہوتی ہیں اور فسق و فجور کے مرتکب ہو جاتے ہیں تو آزادی میں کیا کچھ نہ ہوگا۔ مردوں کی حالت کا اندازہ کرو کہ وہ کس طرح بے لگام گھوڑے کی طرح ہو گئے ہیں نہ خدا کا خوف رہا نہ آخرت کا یقین ہے دنیاوی لذات کو اپنا معبود بنا رکھا ہے پس سب سے اول ضروری ہے کہ اس آزادی اور بے پردگی سے پہلے مردوں کی اخلاقی حالت درست کرو۔ اگر یہ درست ہو جاوے اور مردوں میں کم از کم اس قدر قوت ہو کہ وہ اپنے نفسانی جذبات کے مغلوب نہ ہو سکیں تو اس وقت اس بحث کو چھیڑو کہ آیا پردہ ضروری ہے کہ نہیں، ورنہ موجودہ حالت میں اس بات پر زور دینا کہ آزادی اور بے پردگی ہو گویا بکریوں کو شیروں کے آگے رکھ دینا ہے۔"

(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد ہفتم صفحہ ۱۳۴-۳۵)

پس اسلام نے عورتوں کو پردے کا حکم دے کر ان کے مرتبہ کو گھٹایا نہیں ہے بلکہ ان کی قدر و منزلت کو بڑھایا ہے ان کی عزت و وقار کو بلند کیا ہے۔ اگر اسلام کی اس غض بصر کی تعلیم پر مرد و عورت عمل کرتے اور عورتیں ایسا لباس زیب تن کرتیں جو ان کے تن کو ڈھانکتا تو حد درجے کی موجودہ بے شرمی و جنسی بے راہ روی کو ہرگز دعوت نہ ملتی۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلام کے علاوہ اس روئے ارض پر اور کوئی ایسا مذہب نہیں ہے جو کہ نہ صرف بے حیائی کو روکتا ہے بلکہ بے حیائی کو روکنے کے تمام طریقوں پر نہایت عمدگی اور سلیقے سے روشنی ڈالتا ہے۔ دیگر مذاہب گرچہ بے حیائی سے باز رہنے کی تلقین تو کرتے ہیں لیکن ان ذرائع کا ذکر نہیں کرتے جن کی وجہ سے انسان مکمل طور پر بے حیائی سے اور جنسی بے راہ روی سے بچ سکتا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ آج ننگے پن اور بے حیائی پر مرد و عورت فخر کرنے لگ پڑے ہیں اور مکمل لباس پہننے اور نظر نیچی رکھنے کی ہدایت کو فرسودہ اور تنگ نظر لوگوں کی تعلیمات سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ یہی وہ آزادی ہے جو بالآخر ایڈز کی مسموم ہواؤں کو اپنے ساتھ لائی ہے۔

(باقی)

(منیر احمد خادم)

ارشاد نبوی ﷺ
الامانۃ غنی
(امانت داری عزت ہے)
منجانب
یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی

آٹو ٹریڈرز
۱۶ بینٹنک ... کلکتہ ۔ ۷۰۰۰۰۱
AUTO TRADERS
فون نمبر: ۲۴۸۵۰۴۴
۲۴۸۱۶۵۴
۲۴۳۰۰۹۴

اپنوں پر ظلم برداشت نہیں ہوا

اگرچہ پاکستان میں توہین رسالت قانون ۱۹۸۶ء میں فرعون زمانہ ضیاء الحق کے دور میں بنا تھا اور یہ انوکھی ایجاد بھی صرف احمدیوں کی زندگیوں کو عذاب میں مبتلا کرنے کے لئے کی گئی تھی چنانچہ عملاً اب تک پاکستان کی جیلوں میں اس وقت بھی ڈیڑھ صد سے زائد پاکستانی احمدی اس رسوائے زمانہ آرڈی نینس (دفعہ ۲۹۵ سی) کے تحت کال کوٹھری میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں۔

اس زمانہ میں صرف احمدیوں نے اس قانون کی مذمت کی تھی اور حضرت امام جماعت احمدیہ نے کئی خطبے ارشاد فرمائے تھے جس میں توہین رسالت کی سزا کو اسلامی شریعت کے منافی اور غیر قانونی قرار دیا تھا۔ لیکن اس وقت پاکستان کے دیگر مسلم و غیر مسلم فرقے اور عالمی تنظیمیں بالکل خاموش رہیں شاید سب یہی سمجھتے تھے کہ اس کی زد میں تو صرف احمدی ہی آنے والے ہیں لیکن جب بھیڑیے کے منہ کو خون لگ جاتا ہے تو وہ یہ نہیں دیکھتا کہ رام سنگھ کی بکری ہے یا محمد دین کی بھیڑ ہے اس کا کام تو چیر پھاڑ کرنا اور خون بہانا ہے۔

بالکل اسی طرح یہ مصیبت احمدیوں سے منتقل ہو کر اب عیسائیوں اور دیگر فرقوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے رہی ہے کاش ۱۹۸۶ء میں ہی اس کے خلاف پاکستان کے عیسائی اور دیگر فرقے آواز اٹھاتے لیکن بدقسمتی سے ایسا ہو نہیں سکا۔

گزشتہ سال ماہ فروری میں جب پاکستان میں مذکورہ توہین رسالت قانون کے تحت لاہور کے دو عیسائیوں کو سزائیں سنائی گئیں تو اسی وقت سے عیسائیت کے نام پر یورپ کی عیسائی مملکتوں کو بھی یہ قانون کڑوا محسوس ہونے لگا ہے۔ چنانچہ امریکہ کے وزیر خارجہ کی رپورٹ بدر کی ۲۸ مارچ کی اشاعت میں آپ مطالعہ فرما چکے ہیں اس اشاعت میں ملاحظہ فرمائیں جرمنی کی ایک انسانی حقوق تنظیم اور اقوام متحدہ کے احتجاجات۔

بہت اچھی بات ہے کہ عالمی تنظیمیں انسانیت کے نام پر ظلم کے خلاف آواز اٹھا رہی ہیں لیکن سوال تو صرف یہ ہے کہ یہ توجہ ۱۹۸۶ء سے ہی کیوں پیدا نہیں ہوئی۔ اب جبکہ اپنے انسان بھی ظلم کی لپیٹ میں آ رہے ہیں تو یکے بعد دیگرے یہ احتجاجات آنے شروع ہو گئے ہیں!؟

—(۱)—

توہین رسالت کے قانون کے خاتمہ کا مطالبہ

عالمگیر برادری نے پاکستان میں توہین رسالت قانون کے بڑھتے ہوئے استعمال کے بارہ میں اپنی سنجیدہ رائے کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ دفعہ ۲۹۵/سی تعزیرات پاکستان کے ذریعہ پاکستان میں عیسائیوں اور دیگر اقلیتوں کو ظلم کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔

جرمنی کی ایک انسانی حقوق کی ایسوسی ایشن نے حکومت پاکستان کو ایک میمورنڈم پیش کیا ہے جس میں اس امتیازی قانون کو ختم کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ اس میمورنڈم پر ۸۰۰ جرمنوں نے دستخط کئے۔ اس بات کا انکشاف ڈاکٹر جان جوسف بشپ آف فیصل آباد نے کیا جو حال ہی میں جرمنی سے واپس آئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جرمنی کی ایک انسانی حقوق کی انجمن MISSION AACHEN نے توہین رسالت کی دفعہ ۲۹۵/سی کے خاتمہ کی ایک مہم شروع کی جس پر ۸۰۰ جرمنوں نے دستخط کئے۔ یاد رہے کہ ۱۹۹۱ء سے پاکستان میں اس دفعہ کے تحت سزائے موت مقرر کی گئی ہے۔ بشپ نے بتایا کہ انسانی حقوق کی اس انجمن نے بون پریس کلب جرمنی میں ایک خاص تقریب کا اہتمام کیا جس میں یہ میمورنڈم دستخطوں کے ساتھ جرمنی میں متعین پاکستانی سفیر اسد درانی کو پیش کیا۔ ڈاکٹر جان جوسف نے جو اس تقریب میں حاضر تھے

جرمن قوم کا شکریہ ادا کرتے ہوئے امید ظاہر کی کہ دیگر قومیں بھی جو عیسائی ہیں، پاکستان میں ان امتیازی قوانین کے خاتمہ کے لئے آواز بلند کریں گی۔ بشپ نے کہا کہ دفعہ ۲۹۵/سی میں ترمیم کے بعد مذہب کے نام پر قتل ہونے والوں کی تعداد میں اضافہ ہو گیا ہے اور حکومت اپنے وعدہ سے منحرف ہو گئی ہے کہ کسی ملزم کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی پیشگی منظوری کے بغیر گرفتار نہیں کیا جا سکتا۔ اس سلسلے میں انہوں نے نومبر ۱۹۹۵ء میں ہونے والے ایک واقعہ کا تذکرہ کیا جس میں لاہور پولیس نے پانچ عیسائیوں کو گرفتار کیا جن میں سے ایک کی موت پولیس کی حراست میں واقع ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ نہ صرف عیسائیوں اور احمدیوں کو نشانہ ستم بنایا جا رہا ہے بلکہ دیگر مسلمانوں پر بھی اس قانون کے تحت ظلم کئے جا رہے ہیں۔ بشپ نے امید ظاہر کی کہ حکومت پاکستان اپنی بین الاقوامی ذمہ داریوں کو پورا کرتے ہوئے اس امتیازی قانون کو کالعدم قرار دے گی جس نے پاکستان کو دنیا بھر میں بدنام کر رکھا ہے۔ اس قانون کی وجہ سے پاکستان کا شمار ایک ترقی پذیر روشن خیال ملک کی بجائے متعصب حکومتوں میں ہوتا ہے۔ انہوں نے حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا کہ ملک میں انسانی حقوق کی فضا بہتر بنانے کے لئے توہین رسالت کے قانون کا فی الفور خاتمہ کیا جائے۔

(شکریہ الفضل انٹرنیشنل لندن ۱/۳/۹۶)

(۲)

پاکستان میں بڑھ رہی مذہبی انتہا پسندی۔ اتحادی سبھا کی رپورٹ میں تشویش
عیسائی اور احمدی مسلمان دوسرے درجہ کے شہری سرکار کے رویہ پر شدید نکتہ چینی

جنیوا ۲۵ مارچ (پی ٹی آئی) اتحادی سبھا نے پاکستان کو ملک میں تشویشناک حد تک بڑھ رہی بنیاد پرستی سے خبردار کیا ہے اور اسلام آباد سے کہا ہے کہ بیشتر اس کے کہ حالات قابو سے باہر ہو جائیں وہ اس کی بیخ کنی کے لئے مناسب اقدام کرے۔ اتحادی سبھا کے انسانی حقوق کے کمیشن کے ۵۲ ویں اجلاس میں پاکستان میں مذہبی عدم رواداری کے بارے پیش کردہ رپورٹ میں حکومت پر احمدیوں، ہندوؤں اور عیسائیوں سے بدسلوکی کے لئے مذمت کی گئی اور کہا کہ یہ لوگ عملی طور پر بہ رہے ہیں۔ رپورٹ میں جس پر اس ہفتہ غور ہو گا کہا گیا ہے کہ پاکستان میں مذہبی انتہا پسندی عام ہے اور یہ دیش کے مستقبل کے لئے بدشگونی ہے اس میں کہا گیا کہ مذہبی انتہا پسند جو سیاسی امنگیں رکھتے ہیں جارحیت دھمکیوں اور قتلوں سے معاشرہ پر غالب آنے کی کوششیں کر رہے ہیں رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ مذہبی انتہا پسندی اور سنگین انسانی حقوق کی خلاف ورزی ملک اور معاشرہ کے لئے خطرناک ہے۔

(بحوالہ روزنامہ ہند سماچار جالندھر ۲۶ مارچ ۱۹۹۶ء)

اعلان نکاح

مورخہ ۱۶/۲/۹۶ کو بعد نماز عصر مسجد اقصیٰ قادیان میں محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد نے خاکسار کی چھوٹی بہن عزیزہ رفیقہ بانو بنت محترم ملک عبدالرحمن صاحب مرحوم ساکن بھدرواہ کا نکاح عزیز محمد قمر نیاز صاحب ابن محترم محمد نعیم صاحب ساکن فیض آباد یو۔پی کیساتھ مبلغ پچیس ہزار روپے حق مہر پر پڑھا۔ احباب سے اس رشتہ کے ہر جہت سے بابرکت ہونے کیلئے درخواست ہے۔

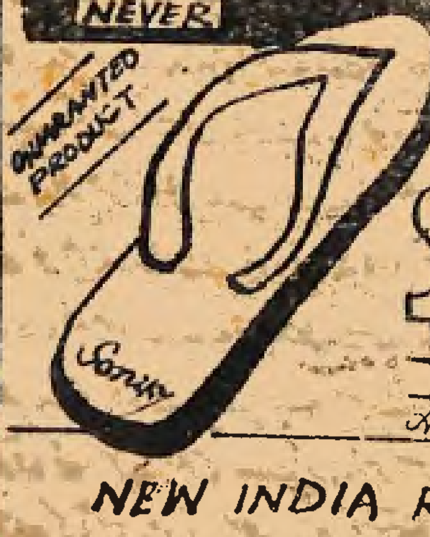

NEVER BEFORE
THIS COMFORT
THIS DURABILITY
AND SOLIGHT
NIR
Soniky
HAWAI
A treat for your feet
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
34 A. DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD, CALCUTTA-15.

حاصل مطالعہ

مکرم دوست محمد صاحب شاہد مؤرخ احمدیت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دو عارفانہ اشعار

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام بے مثال عاشق قرآن تھے جس کا ایک ناقابل تردید ثبوت یہ بھی ہے کہ برصغیر کا کوئی عالم دین قرآن مجید کی معجزانہ شان پر قلم اٹھاتا ہے تو حضور کا کوئی نہ کوئی شعر ان کے نوک قلم پر آجاتا ہے۔ اس ضمن میں ایک تازہ مثال ملاحظہ ہو۔ ایک شیعہ عالم "سرکار صدر المحققین سلطان المتکلمین حجۃ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ محمد حسین صاحب قبلہ" کتاب احسن الفوائد فی شرح العقائد" کے صفحہ ۲۹ پر تحریر فرماتے ہیں۔

کلام پاک یزداں کا نہیں ثانی کوئی ہرگز
اگر لولوئے عماں ہے وگر لعل بدخشاں ہے
خدا کے قول سے قول بشر کیونکر برابر ہو
وہاں قدرت یہاں درماندگی فرق نمایاں ہے

یہ کتاب الغدیر پرنٹنگ پریس بلاک ۷ سرگودھا کے زیر انتظام شائع ہوئی۔ مذکورہ پہلے شعر کا پہلا مصرعہ اصل میں یوں ہے۔

کلام پاک یزداں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز

ایک دلچسپ "شرعی گپ"

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصال ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو ہوا۔ جس کے قریباً اکیس سال بعد ۳۱ دسمبر ۱۹۲۹ء کو مجلس احرار نے آل انڈیا نیشنل کانگریس کے اجلاس لاہور میں جنم لیا۔ اس تاریخی حقیقت کے پیش نظر" مفتی محمد جمیل خان" کی یہ دلچسپ "شرعی گپ" ان معنوں میں کہ یہ "امیر شریعت احرار" کے ایک ایسے شاہکار کی ایجاد فرمائی ہے جو "مفتی" بھی ہیں چنانچہ فرماتے ہیں۔

"امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے..... مجلس احرار اسلام کا مذہبی شعبہ قائم کر کے عقیدہ ختم نبوت کے لئے کام شروع کر دیا پورے برصغیر میں قادیانیت اور مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد کے خلاف تبلیغی سرگرمیوں کا جال پھیلایا۔ قادیان میں جا کر جلسہ کیا اور عقیدہ ختم نبوت کی وضاحت کی۔ مرزا غلام احمد قادیانی سے مناظرے ہوئے۔ مباہلوں کا چیلنج دیا گیا۔ آپ کے ساتھ قاضی احسان احمد شجاع آبادی قاضی ثناء اللہ امرتسری، شیخ حسام الدین، مولانا محمد علی جالندھری، مولانا لال حسین اختر، پیر مہر علی شاہ اور دیگر بڑے بڑے علماء کرام اس مشن میں شانہ بشانہ شریک قافلہ تھے" (روزنامہ جنگ جمعہ میگزین ۱۴ اکتوبر ۱۹۹۴ء صفحہ ۲۳ کالم ۲،۴)

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل

ہفت روزہ "میڈیا" لاہور ۵ تا ۲۰ مئی ۱۹۹۵ء رقمطراز ہے:۔

"جماعت احمدیہ اس قدر منظم ہو چکی ہے کہ اس نے انٹرنیشنل ٹیلی ویژن سے ۱۲ گھنٹے کی نشریات خرید رکھی ہیں۔ پاکستان کے اندر احمدی تبلیغ نہیں کر سکتا۔ اس کے برعکس ایشیا پر ۱۲ گھنٹے پاکستانی عوام "مسلم ٹیلی ویژن انٹرنیشنل احمدیہ" کی نشریات دیکھتے اور سنتے ہیں اور احمدیوں کی نشریات مختلف حصوں میں تقسیم ہیں لیکن اس نشریات کو ٹیلی کاسٹ کرنے کا انداز بہت پرفریب ہے ٹیلی ویژن پر ایسے ایسے حیرت انگیز دعوے کئے جاتے ہیں کہ جنہیں دیکھ کر یہ کہا جا سکتا ہے کہ احمدی اس صدی میں غالب آنے والے ہیں۔ کیا عالم اسلام پاکستان اور مسلمان علماء کرام احمدیوں کی ترقی کا کوئی توڑ کرنے کی پوزیشن میں نہیں؟ اس سوال کا جواب وقت دے گا۔"

بدر کی توسیع اشاعت آپ کا فریضہ ہے (مینیجر بدر)

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۴ اپریل ۱۹۹۶ء رجسٹرڈ نمبر پی/جی ڈی پی ۔ ۲۳

تحفہ دعا ہے (اعانت بدر ۲۰/-) (ملک محمد اقبال بھدرواہ)